SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, February 27, 1994.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty five minutes past ten of the clock in the morning with Mr Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وکم اھلکنا من القرون مّن بعد نوح وکفٰی بربک بذنوب عبادہ
خبیرا بصیرا O من کان یریدوالعاجلتہ عجلنا لہ فیہا ما نشاء لمن
نرید ثم جعلنا لہ جہنم یصلٰہا مذموما مدحوراً O ومن اراد
الاخرۃ وسعٰی لہا سعیہا وھوا مومن فاولٰئک کان سیعھم
مشکورا O کلاً نمد ھو لاء وھوء لاء من عطاء ربک وما کان عطاء
ربک محظور O

ترجمہ۔ اور ہم نے نوح (کی بعثت) کے بعد سے کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر ڈالا اور (ان کی طاقت ان کی سینہ زوری اور کج بحثی ان کو عذاب سے بچا نہ سکی بات یہ ہے کہ) آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے والا (اور) دیکھنے والا کافی ہے (وہ ہر ایک کو اس کے گناہ کے مطابق سزا دیتا ہے)۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, February 27, 1994.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty five minutes past ten of the clock in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وکم اھلکنا من القرون مّن بعد نوح وکفٰی بربک بذنوب عبادہ
خبیرا بصیرا O من کان یریدوالعاجلتہ عجلنا لہ فیہا ما نشاء لمن
نرید ثم جعلنا لہ جہنم یصلہا مذموما مدحوراً O ومن اراد
الاخرۃ وسعٰی لہا سعیہا وھوا مومن فاولٰئک کان سیعھم
مشکورا O کلاً نمد ھو لاء وھوء لاء من عطاء ربک وما کان عطاء
ربک محظور O

ترجمہ، اور ہم نے نوح (کی بعثت) کے بعد سے کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر ڈالا اور (ان کی طاقت ان کی سینہ زوری اور کج بحثی ان کو عذاب سے بچا نہ سکی بات یہ ہے کہ) آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے والا (اور) دیکھنے والا کافی ہے (وہ ہر ایک کو اس کے گناہ کے مطابق سزا دیتا ہے)۔

لیکن اللہ کے جملہ امور اس کی حکمت تکوینی کے تحت ہیں ۔

جو کوئی دنیا (میں اپنی سعی کا بدلہ) چاہتا ہے ہم اس کو دنیا ہی میں جتنا چاہتے ہیں (اور) جسے چاہتے ہیں دے دیتے ہیں (اسی طرح اسے دنیا کے لئے سعی کا بدلہ دنیا میں مل جاتا ہے) پھر اس (محروم آخرت) کے لئے ہم نے دوزخ بنا دی ہے جس میں وہ راندہ (بارگاہ) ہو کر داخل ہو گا۔

اور جو کوئی آخرت کا (دل سے) خواہاں ہوتا ہے اور اس کے لئے پوری کوشش کرتا ہے اور وہ صاحب ایمان بھی ہوتا ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش ٹھکانے لگتی ہے (یہ سعی مقبول بارگاہ ہوتی ہے یعنی جب نیت ، عمل ، ایمان تینوں ہوں تب سعی مشکور ہوتی ہے) (الغرض)

ہم ہر ایک کی مدد کرتے ہیں (جو طالب دنیا ہیں) ان کی بھی اور (جو طالب آخرت ہیں) ان کی بھی۔ (یہ عطیات ہیں) آپ کے پروردگار کی بخشش میں سے ۔ اور آپ کے رب کی بخشش میں کوئی (مانع و) مزاحم نہیں ہو سکتا۔ (جب کافر کو دنیا میں دیتا ہے تو مومن کو دین و دنیا میں کیا کچھ نہ دے گا۔

POINT OF ORDER RE: ALLEGED ATTACK ON PRAYING MUSLIMS BY TERRORISITS

جناب چیئرمین۔ جی حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ شکریہ جناب چیئرمین ! میں ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہو کہ مقبوضہ مغربی کنارے پر مسجد ابراہیمی میں اسرائیلی دہشت گردوں نے باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت عین فجر کی نماز کے وقت ، جب کہ فلسطینی مسلمان نماز کی حالت میں ، بلکہ رکوع کی حالت میں تھے اس وقت ایک یہودی سپاہی کے ذریعے اندھا دھند فائرنگ کروائی جس سے اخباری رپورٹوں اور خبروں کے مطابق 86 نمازی شہید اور 300 سے زائد زخمی ہوئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی دل دوز اور المناک سانحہ ہے ۔ نہ صرف ان شہداء کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے بلکہ میں قائد ایوان اور پارلیمانی وزیر سے گزارش کروں گا کہ اس کے لئے ایک تعزیتی قرار داد، مذمت بھی ایوان میں پیش کی جائے اور اسے تمام بین الاقوامی اداروں کے پاس بھیجا جائے کیونکہ جہاں تک انسانی حقوق کی بات کی جاتی ہے اور مذاہب کے تقدس کی بات کی جاتی ہے یہ اقدام انتہائی سفاکانہ اور شرمناک ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر

قرار داد بھی ہونی چاہئے اور اس پر فاتحہ بھی ہونی چاہئے۔

جناب چیئرمین۔ فاتحہ تو کر لیتے ہیں قرار داد بننے میں تو وقت لگے گا' فاتحہ کر لیں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین صاحب میں نے کچھ الفاظ لکھے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ ان کو دے دیں۔

حافظ حسین احمد۔ میں نے بات کر لی تھی اگر آپ کہیں تو---

سید اقبال حیدر۔ ہم jointly پیش کر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ آپ نے الفاظ دیکھ لئے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ الفاظ نہیں دیکھے۔

جناب چیئرمین۔ الفاظ دیکھ لیں اگر آپ کو acceptable ہوں تو ----- اس دوران شہزاد گل صاحب آپ کچھ فرمانا چاہ رہے تھے۔

جناب شہزاد گل۔ میں نے کل adjournment motion دی ہے جو Frontier میں گورنر راج کے نفاذ کے متعلق ہے۔ صوبہ سرحد' بلکہ سارے ملک میں صدر صاحب کے موجودہ اس اقدام سے سیاسی افراتفری اور سیاسی بحران پیدا ہوا ہے اور ذرائع ابلاغ میں اور ہر جگہ اس پر بحث اور تبصرے ہوتے ہیں تو میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوا کو اگر آپ یعنی----

جناب چیئرمین۔ آپ پہلے لاء منسٹر صاحب سے بات کر لیں کیونکہ پہلے ہی -----

جناب شہزاد گل۔ لاء منسٹر صاحب کل موجود تھے اور لاء منسٹر صاحب نے فرمایا تھا میں اس کی مخالفت نہیں کروں گا۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال آپ ان سے بات کر لیں' ایک تو پہلے ہی NWFP کی جو صورتحال ہے اس پر بحث چل رہی ہے۔

جناب شہزاد گل۔ ٹھیک ہے وہ Orders of the Day پر ہے لیکن وہ بات جو تھی وہ vote of no confidence کے سلسلے میں تھی اور یہ گورنر راج کے سلسلے میں ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ پہلے بات کرلیں پھر اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

جناب شہزاد گل۔ وہ ابھی تشریف فرما ہیں اور کل آپ کی موجودگی میں -----

جناب چیئرمین۔ آپ ان سے بات کر کے دیکھ لیں پھر کیا بات نکلتی ہے اس کو دیکھ لیں گے ۔ جناب حافظ حسین احمد صاحب adjournment motion نمبر 7 ۔ ایک منٹ پہلے leave applications لے لیں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین۔ جناب اعجاز علی خان جتوئی سیاسی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 13 اور 15 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ شیخ ظریف خان مندوخیل نے ناسازی طبع کی بناء پر مورخہ 27 فروری تا حالیہ مکمل اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ درخواست منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ چوہدری شجاعت حسین صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج کی رخصت کی ایوان سے درخواست کی ہے ۔ کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ سردار آصف احمد علی نے اطلاع دی ہے کہ وہ دورے پر ملک سے باہر جا رہے ہیں اس لئے مورخہ 27 اور 28 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے ۔

جناب بہرہ ور سعید صاحب آپ کیا فرما رہے تھے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ میری جناب ایک تحریک التوا ہے حافظ صاحب کا مجھ سے پہلے نمبر ہے میں نے ان سے درخواست کی تھی یہ آپ اجازت دیں کہ میری تحریک پہلے لے لیں تو وہ agree ہو گئے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ اس کو drop کر دیں؛

حافظ حسین احمد۔ نہیں جی ویسے اس وقت دونوں ہیں۔

جناب چیئرمین۔ دونوں take up ہو جائیں کی اس میں کیا حرج ہے ۔

حافظ حسین احمد ۔ جی ہاں وہ کہہ رہے تھے کہ میں پہلے بولوں گا ۔ تحریری درخواست نہیں کی ۔زبانی کی ہے ۔ ٹھیک ہے جی ان کو موقع دے دیں۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی تحریک التوا نمبر 21۔

RE: ALLEGED REMARKS ABOUT THE ISLAMIC LAWS GIVEN

BY AN ADVISOR TO PM.

Akhunzada Behrawar Saeed: Thank you, Sir. I beg to move that the regular business of the House be suspended to discuss an urgent matter of public importance arising out of the statement made by Mrs. Shahnaz Wazir Ali, Advisor to Prime Minister on Education etc., whereby she has made contemptuous remarks about the laws based on Quran and Sunnah, which shows the mind of the present government with regard to the observance of Islamic laws in the country.

The news-item has created a great resentment among the general public. I, therefore, move that the matter may be discussed at length in the House. I also move that the adjournment motion may kindly be taken up out of turn.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Syed Iqbal Haider: Opposed

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے جناب بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب والا! ایک سیمینار اسلام آباد میں ہوا جس میں موصوفہ

نے خطاب کیا اس کے متعلق اخبار کی رپورٹنگ تو یہ ہے Zina Ordinance has legalized rape. says Shahnaz اور آگے جا کر اس تقریر میں فرماتی ہیں کہ Law of Evidence جو Islamic ہے وہ بھی بڑا defective ہے اور یہ اسلامی قانون کی تضحیک اور توہین ہے۔

میری گزارش یہی ہے جناب والا ! کہ یہ زنا آرڈیننس actually based ہے قرآنی آیات پر اور اس میں وہی چیزیں ہیں جو قرآن میں ہیں وہی اس زنا آرڈیننس میں ہیں۔ اس طرح سے اس کو flagrantly کہنا کہ یہ legalize rape ہے قرآن کی آیات کی توہین ہے یہ اسلامی طریقہ کار کی مذمت ہے ۔ قرآنی قوانین پر نکتہ چینی کرنا ' قرآنی احکام کی ہتک ہے اس پر اس کے خلاف کیس ہو سکتا ہے اگر گورنمنٹ چاہے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس طرح سے ایک reasonable advisor [+++++] اس طرح سے بیان دے تو یہ اسلامی قانون کی توہین اور ہتک ہے تو میں عرض کروں گا کہ یہ حالیہ واقعہ ہے اسے admit کیا جائے۔[+++++] ٹھیک ہے جی تو میں یہ عرض کروں گا کہ بیگم زرداری صاحبہ کی Advisor اور closest friend ہے وہ اگر اس قسم کے خیالات کا اظہار سیمینار میں کر سکتی ہے ' اسلام کی تضحیک کر سکتی ہے تو کیا اس حکومت کی پالیسی یہ نہیں ہے وہ اس قسم کی حرکت کرے یا اس کو روکے۔ یہ اس نےعوام کے جذبات کو مجروح کیا ہے ۔ تمام اسلامک دنیا کے بالخصوص تمام پاکستان کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا گیا ہے۔ اس واسطے میری گزارش ہے کہ اس کو discuss کیا جائے ۔

جناب چیئرمین۔ جی لاہنسٹر صاحب۔

سید اقبال حیدر ۔ جناب چیئرمین ! مجھے افسوس ہے کہ ایک انتہائی معزز اور ذمہ دار رکن سینٹ نے اس طرح کے بے بنیاد اور غیر ذمہ دارانہ الزام لگا کر اپنے وقار کو کم کیا ہے اور جو زبان استعمال کی اس پر بھی مجھے شدید احتجاج ہے کہ اس طریقے سے تضحیک آمیز الفاظ استعمال کرنا' ذمہ داری اور شائستگی کے خلاف ہے ۔ جناب چیئرمین اس الزام میں کوئی صداقت نہیں ہے۔

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہیں

وہ بات ان کو بڑی ناگوار گزری ہے

جناب نہ ایسا کوئی بیان معزز رکن نے اس ایوان میں پیش کیا ہے ' نہ کوئی بیان انہوں نے پڑھا۔۔۔

[+++++] بحکم جناب چیئرمین الفاظ حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین۔ جی یہ اخبار کا تراشا ہے ناں۔

سید اقبال حیدر۔ نہیں جی ان کی قرارداد پڑھیں، قرارداد میں کسی اخبار کے تراشے یا کسی اخبار کی خبر کا کوئی ذکر دور دور نہیں ہے کہ:

Public importance arising out of the statement made by Ms. Shahnaz Wazir Ali, Advisor to the Prime Minister on Education. First of all she is not Advisor to the Prime Minsiter. She is Special Assistant to the Prime Minsiter.

جناب چیئرمین۔ انہوں نے اس کے ساتھ یہ 23 جنوری کی اخبار کا تراشا لگایا ہوا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ سر قرارداد میں کچھ نہیں لکھا نہ اس کی کاپی ہمیں فراہم کی گئی ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ میں پڑھ دوں جناب وہ پورشن، جو اس کی زبان مبارک سے اس سیمینار میں ادا ہوا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں ان کو اس کی کاپی دے دیں ناں۔

سید اقبال حیدر۔ اچھا پورا پڑھیئے گا، پورا بیان پڑھیئے گا، ایک پیرا نہیں، ایک لائن نہیں اور کہاں سے پڑھ رہے ہیں یہ بھی بتا دیں کہ کس اخبار سے ہے۔

Akhunzada Behrawar Saeed: Advisor to the Prime Minister on Education, Shahnaz Wazir Ali, has said that the Zina Ordinance has legalized rape. She was addressing a forum organized by the Movement for Justice and Social Tolerance. The theme of the discussion was 'has intolerance become institutionalised and what should be done about it in the legislative, executive and social fields'. PML(N) MNA Iftikhar Hussain Gilani and Naeem Bokhari also spoke on the occasion. Shahnaz said the previous governments have misused the religion and laws. For instance, she said, the *Qanoon-e-Shahadat* has created intolerance in the society. She said the religious political parties propagate intolerance. Developing self-righteousness is most dangerous for any nation. She was of the

view that syllabus of the educational institutions have also promoted intolerance. 'Ethics and philosophy are not being taught in the schools and there is an extra emphasis on science which shows that we are not giving importance to humanities'. She said 'we are losing out areas such as comparative religion'. She said the opposition did not help the government in the issue of women seats in the assemblies. However, she said, the government is determined not only to restore the women seats, but this is the matter. Zina Ordinance has legalized rape.

Mr. Chairman: Let us listen to the Minister

Syed Iqbal Haider: Sir, this is precisely my contention that crticism of the Zina Ordinance God forbid, is not criticism of Quran and Sunnah, onething. And to equate Zina Ordinance a product of Martial Law, to the level of Quran and Sunnah in my humble opinion is showing disrespect to

معاذاللہ '

Quran and Sunnah. You can't equate the two things. Zia had promulgated that law. He was an individual who made an Ordinance, can't you criticise an Ordinance. I am not going to have an apologatic stand, I will criticise his laws. He is no authority in Islam. He is not,

ٹھیکیدار' of Islam. معاذاللہ خدا نخواستہ ' he was not a, پیغمبر آف اسلام۔

Why should I give sanctity to the words and the laws and rules made by Zia-ul-Haq in the name of Islam. In fact, in my opinion, during the tenture of Zia-ul-Haq the name of Islam was being maligned because of the blatant misuse of Islam. I would say that there is no harm in expressing opinion on any law. Because there are certain provisions of the Zina Ordinance which provide such a standard of evidence that everybody can go scotfree and if the rapists can go scotfree, then

one could interpret that it is legalised. In fact, it is a matter of opinion.

Secondly, the starting para is not attributed to Shahnaz Wazir Ali, in any case. It is the art of reporting because in the total text of her statement, Mr. Chairman, you would be pleased to notice that those words are not repeated in the following paragraph. So, the starting para is made by the Reporter and this is the style of reporting. He draws his own conclusion and he has made a gist of the entire statement and attributed those words which are not stated in the following paragraph at all. But, I am not going to have a defensive posture or apologetic posture; criticism of Zina Ordinance should be done, can be done, ought to be done and a wrong is a wrong and wrong should be criticised.

جناب چیئرمین۔ بہرہ ور سعید صاحب دو پوائنٹ ہیں ایک تو وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک expression of opinion ہے ایک تو قرآن کے بارے میں انہوں نے کچھ نہیں کہا انہوں نے زنا آرڈیننس کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ان کے خیالات کے اظہار سے کوئی agree کرے نہ کرے وہ تو علیحدہ بات ہوتی ہے لیکن adjournment motion کے لئے یہ معاملہ مناسب نہیں ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب میری گزارش یہ ہے کہ یہ:

Zina Ordinance is based on the ....

جناب چیئرمین۔ یہ opinion ہے کوئی کہے گا ہے کوئی کہے گا نہیں ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ opinion ایک ذمہ دار خاتون کی جو گورنمنٹ کا ایک اہم پرزہ ہے مقصد زنا آرڈیننس کو criticise نہیں کرنا صرف آرڈیننس کے ان پیراگراف کو criticise کرنا ہے جس میں وہ شہادت کا مسئلہ آتا ہے کہ کس طرح سے اس کی شہادت ہو۔ یہ مسئلہ نہیں کہ اس نے خالی آرڈیننس کو criticise کیا ہے اب اس بات کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے تو اس ڈکٹیٹر نے یہ کہا اور اس ڈکٹیٹر نے وہ کہا بھئی ڈکٹیٹروں کی بات نہ کہئیے ڈکٹیٹروں کی اگر بات کرتے ہیں تو ذوالفقار علی بھٹو سے بدترین ڈکٹیٹر کوئی تھا ہی نہیں۔

جناب چیئرمین۔ یہ ایک opinion ہے ۔ دیکھیں ناں ایک قانون ہے قانون پر لوگ اختلاف بھی کر سکتے ہیں ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ اگر زنا آرڈیننس پر وہ کرتے تنقید لیکن یہ تو خاص اس طرف گئے کہ اس rape کو legalise کیا ۔ اس نے قرآن کے اس version کو criticise کیا ہے۔ رسول اللہ کی حدیث کو criticise کیا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال انہوں نے وضاحت کر دی ہے کہ قرآن کو نہیں کیا ۔ ایک قانون کو کیا ہے اس وضاحت کے بعد آپ پریس کرنا چاہیں گے ۔ اب لاء منسٹر صاحب نے وضاحت کر دی ہے کہ قرآن کے بیان کے بارے میں کوئی بیان نہیں دیا ہے زنا آرڈیننس کے بارے میں دیا ہے تو آپ اس کو پریس کریں گے کیونکہ انہوں نے وضاحت کر دی ہے ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید ۔ میں پریس کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے جذبات کو .....

جناب چیئرمین۔ تو I think ان کی وضاحت کے بعد یہ معاملہ مناسب نہیں ہو گا کہ discuss کیا جائے وضاحت کر دی ہے کہ زنا آرڈیننس کے بارے میں بیانات ہیں ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔زنا آرڈیننس کے اس حصے کے متعلق ہے جو قرآنی verses پر based ہے ۔

جناب چیئرمین۔ اگلا جناب حافظ حسین احمد صاحب نمبر 7۔

ii) RE: CONFISCATION OF SMUGGLED TYRES

حافظ حسین احمد ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ درج ذیل اہم قومی مسئلہ کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے ۔

روزنامہ "زمانہ" 28 دسمبر 93. کے مطابق ملیشیا کے عملہ نے چمن بازار کے قریب لاکھوں روپے مالیت کے جاپانی ٹائر پکڑ لئے اور حسب سابق سمگلر فرار ہو گئے ۔ جب کہ ملیشیا کا عملہ کسٹم حکام کی موجودگی میں شہر کے اندر کارروائیوں میں ملوث ہوا ہے ۔ بلوچستان میں بین الاقوامی

سرحدیں ایران اور افغانستان سے ملتی ہیں لیکن قوانین اور رولز کے مطابق صرف بارڈرز پر ہی Federal forces کارروائی کر سکتے ہیں اس طرح صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کے درمیان اس پر بار بار تنازعہ ہو چکا ہے یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے بارڈر کارروائی روک کر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Maj Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I oppose.

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے۔ حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین صاحب سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں قوانین تو ہیں لیکن قانون پر عملدرآمد کے لئے کوئی تقسیم کار نہیں۔ جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آئے دن بلوچستان میں کئی افراد اس معاملے میں ہلاک بھی ہو چکے ہیں۔ فائرنگ بھی ہوئی ہے فائرنگ کا تبادلہ ہوا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ملیشیا اور فیڈرل فورسز کے کافی نوجوان بھی ایسے معرکوں میں کام آئے ہیں موجودہ صورتحال کے مطابق کئی بار صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت اور وزارت کے درمیان اس بارے میں meetings بھی ہوئی ہیں اور ان اجلاسوں میں یہ طے پایا تھا اور یہ قانون بھی موجود ہے کہ فیڈرل فورسز سرحد سے صرف 20 میل کے اندر کارروائی کر سکتی ہیں انہیں یہ اختیار حاصل ہے کہ افغانستان یا ایران کی سرحد جو بلوچستان سے ملتی ہیں 20 میل کے اندر ان کا اختیار ہے کہ وہ کسی کو بھی سمگلنگ کرتے ہوئے گرفتار کر سکتے ہیں اور پکڑ سکتے ہیں اس کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں لیکن جناب چیئرمین صاحب! صورتحال اس وقت یہاں پر یہ ہے کہ تفتان جو ایران کے اور پاکستان کے بارڈر پر ہے اس سے 20 میل اس طرف انہیں حق حاصل ہے قانونی طور پر کہ وہ کسی بھی سمگلر کو پکڑیں اس کا مقابلہ کریں۔ اس کو گرفتار کریں۔ اسے جانے نہ دیں لیکن صورت حال یہ ہے کہ تقریباً 80 میل اس طرف نوکنڈی ہے نوکنڈی میں بھی فیڈرل فورسز Frontier Corps وغیرہ نے اپنا چیک لگایا ہوا ہے اور 80 میل اس طرف بھی روکتے ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ تفتان کے اندر بھی سمگلنگ کا مال بک رہا ہے سب کے سامنے علی الاعلان اور کوئی قانونی پابندی نہیں اس کے بعد 80 میل اس طرف بھی اگر کوئی لوگ بس میں بیٹھے ہوں جو کوئی کمبل ساتھ لے کر آ رہے ہوں زائرین واپس آ رہے ہوں کوئی اپنے ساتھ تحفہ تحائف لا رہے ہوں ان کو اتارا جاتا ہے۔ مستورات کو اتارا

جاتا ہے ان کی جامہ تلاشی لی جاتی ہے اور سردی میں بس کو بیابانوں میں کئی کئی گھنٹے کھڑا رکھتے ہیں جب کہ صورت حال یہ ہے کہ درجنوں کے حساب سے ٹائر، کمبل اور دیگر سامان تفتان میں بھی فروخت ہو رہا ہے اور 80 میل اس طرف نوکنڈی میں بھی فروخت ہو رہا ہے اور 110 میل اس طرف دالبندین میں بھی فروخت ہو رہا ہے اور نوشکی میں بھی فروخت ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ کوئٹہ شہر میں جو صوبائی دارالحکومت ہے میں فروخت ہو رہا ہے بلکہ آپ کے اسلام آباد میں بھی فروخت ہو رہا ہے وہی سامان مثلاً ایرانی کمبل۔

جناب چیئرمین! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سمگلنگ واقعی ایک غلط اقدام ہے لیکن اس کے لئے جو قوانین ہیں ان پر عمل کیا جانے جو زائرین مشہد جاتے ہیں جو لوگ ایران سے واپس آتے ہیں ان میں مستورات ہیں بچے ہیں ان کو ایک کور یا ایک کمبل کی وجہ سے اتارا جاتا ہے اور ان کو تنگ کیا جاتا ہے اس موجودہ کیس میں بھی یہی ہے کہ انہوں نے جو جاپانی ٹائر کوئٹہ کے قریب پکڑے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اگر انہوں نے چھاپہ مارا ہے تو یہ ٹائر کس طریقہ سے اتنے chains کو کراس کر کے واپس لائے۔ جہاں تک ٹکروں کا تعلق ہے تو جناب چیئرمین! صاحب ان کے تو بھتے لگے ہوئے ہیں باقاعدہ طور پر ان کی گاڑیوں کی نشاندہی ہوتی ہے اور خود وہاں جو لوگ تعینات ہوتے ہیں فرنٹیئر کور کو وہ کئی لاکھ روپے رشوت دے کر اپنی تقرری اور تعیناتی ایران کے بارڈر پر اور چمن میں کراتے ہیں تا کہ وہ لاکھوں روپے کما سکیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر داخلہ صاحب موجود ہیں اور وہ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں کہ کئی بار جب قومی اسمبلی کے ممبر تھے اور اس کے بعد سینٹ کے ممبر تھے ہم نے ان سے درخواست کی اور کئی بار کور کمانڈر جو وہاں کے تھے ان کے ساتھ ہم نے بیٹھ کر یہ طے کیا کہ وہ 20 میل کی حدود کا احترام کریں گے لیکن موجوذہ صورت حال میں میں چاہتا ہوں کہ اسے oppose نہ کیا جانے بلکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں قانونی حدود کی پابندی کی جائے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جی جناب وزیر داخلہ صاحب۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔ انہوں نے جو بیان کیا ہے اس میں

They are two instances. One is on 17th of December, when one sort of tyres were confiscated or apprehended within 15 kilometers from the international border.

حافظ صاحب نے خود admit کیا کہ 20 میل کے اندر تک کے علاقے میں Frontier Corps confiscate کر سکتی ہے۔

Any contraband or smuggled goods. The other issue is related to the 18th of December, when Japanese tyres were also confiscated or taken over by FC at the point which is about 13 kilometers from the border. So, it was not a violation of the orders as such because there is SRO-1017(1)/74, dated 26th July, 1974 and that is in vogue. The only tussle that has been going on between the Federal and Provincial Government, is regarding the limit. It was previously 30 miles. Why was it fixed there? Because there is rampant and continuous smuggling of food items from Pakistan to Iran and to Afghanistan and I think we are all aware of this. But Mr. Akbar Bugti when he was the Chief Minister kept contending this that the distance further be reduced to 20 miles. So, I mean, it is fairly legal and there were contraband items because as he himself mentioned there were Japanese tyres in one case and Indian tyres in the other case and so they were subject to confiscation.

جناب چیئرمین۔ جی حافظ صاحب اس میں دو تین نکات ہیں ایک تو یہ ہے کہ یہ سمگلنگ جو ہے یہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ یہ کافی عرصہ سے ہو رہی ہے کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جو ایک دم رونما ہوا ہے اور اس پر تحریک التوا کے ذریعے بحث کی جائے دوسرا انہوں نے فرمایا ہے کہ قانون کے مطابق کارروائی کی گئی ہے ان کے خلاف تفتیش بھی شروع کی گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ مقدمہ بھی درج کیا گیا ہو گا۔ عدالتی کارروائی کے زمرے میں آتا ہے ان حالات میں آپ اس پر زور دینا چاہیں گے؟

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ وزیر داخلہ کی علمیت کا پہلے بھی قائل تھا 20 میل کے اندر وہ کہہ رہے ہیں۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ چمن شہر 5 میل کے فاصلے پر ہے اور اس وقت میں چیلنج کرتا ہوں کہ چمن کے شہر میں کروڑوں اربوں روپے کا

سمگلنگ کا سامان موجود ہے تو اس قانون کے تحت کیا ان کی فورسز نے چمن شہر کے اندر تمام دکانوں سے سامان نکلوا لیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ بات یہ ہے کہ یہ کب سے ہو رہا ہے یہ آج سے تو نہیں ہے بلکہ کافی عرصہ سے ہو رہا ہے۔

حافظ حسین احمد۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ واقعہ بارڈر پر نہیں ہوا ہے راستے میں نہیں ہوا ہے یہ شہر میں ہوا ہے۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔ ان کی adjournment motion پڑھیں جس میں انہوں نے خود کہا ہوا ہے کہ لاکھوں روپے کے جاپانی نائر پکڑے۔ کہاں پکڑے چمن بازار کے قریب۔

حافظ حسین احمد۔ چمن بازار کے قریب

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔ بازار سرحد سے کتنا دور ہے؟

حافظ حسین احمد۔ جناب میں یہی کہہ رہا ہوں کہ اس بازار میں کروڑوں روپے کا سامان رکھا ہوا ہے۔

Mr. Chairman: So, what are you saying is that there is a general violation of law that is not something which has taken place all of a sudden.

Maj Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I do not dispute that. That is a contradiction of our character, that at one point we accept the stores in Quetta. There is Hashim Market and there are hundred and one other markets. They are in Peshawar, they are in Rawalpindi itself but the fact is that the rules are still to be enforced and implemented whenever they can be and I think we will have to use them.

Mr. Chairman: Give them assurance that you will try and implement as much as you can.

Maj Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: No, I think we will

try to do and enforce some sort of an Act and in which we will impose certain amount of duty and then note it because the same thing is happening here. They buy them in Peshawar but when they come to Attock, they are seized. I mean there is a total contradiction of law.

جناب چیئرمین۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ کوشش کریں گے کہ قانون پر عمل در آمد کیا جائے۔

حافظ حسین احمد۔ جناب میں قانون کی بات نہیں کر رہا میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر قانون ان ٹائروں پر لاگو ہوتا تھا جو ہمن بازار میں پکڑے گئے جہاں ٹائر پکڑے گئے اس کے ساتھ کئی مارکیٹیں ہیں ان میں ٹائر بھی بک رہے ہیں اور دوسرا سامان بھی موجود ہے ہوتا یہ ہے کہ ان سے ہفتے ہوتے ہیں طے شدہ اور جو لوگ باقاعدہ ان کی خوشنودی کے لئے رشوت دیتے رہتے ہیں ان کا مال محفوظ ہے اور جو اندھیرے میں نہیں دے دینے پہنچے تو وہ شہر میں اندر آ کر ان کی دکانوں کے اندر آ کر چھاپہ مار کر برآمد کرتے ہیں یہ انتہائی غلط اقدام ہے۔

Mr. Chairman: So, this is a matter you want to look into.

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔ نہیں جی وہ ٹھیک ہے پہلے بھی Government of NWFP had also moved a motion to Mrs. Bhutto but the Commerce Ministry did not agree. Because at that time they were issuing permits with regard to the import of goods. So Commerce Ministry did not find that today.

جناب چیئرمین۔ تو اس کے بعد دیکھیں گے۔ جی تحقیق کریں گے۔ جی پوائنٹ آف آرڈر کس بات کا آ گیا جناب؟

جناب شہزاد گل۔ میری گزارش سن لیں میں آپ کے علم میں ایک بہت اہم بات لا رہا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیں۔

جناب شہزاد گل۔ جناب چیئرمین! آپ نے خود وصول کیئے اور ٹرے میں رکھ دیئے اس وقت ابراہیم خان بھی تھے ہمارے سینیٹر خلیل الرحمٰن صاحب بھی موجود تھے آپ اس سے

انکار بھی نہیں کر سکتے لیکن کسی سازش کے تحت یا اس adjournment motion پر بحث نہ کرنے کے لئے یا avoid کرنے کے لئے وہ فائل میں نے adjournment motion دی ہے وہ غائب ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ میری عرض تو سن لیں جو adjournment motion آتی ہے وہ اپنی ترتیب سے آتی ہے یہ نہیں ہے کہ آپ نے فائل دے دی تو آج آ جائے گی۔

جناب شہزاد گل۔ وہ سرے سے ہے ہی نہیں یعنی سارے دفتر میں دیکھا وہ کاغذ غائب ہے۔

جناب محمد ابراہیم۔ ہم اس پر privilege motion لائیں گے میرا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین۔ میں نے پہلے ہی جائنٹ سیکریٹری کو کہہ دیا ہے کہ تحقیق کر کے مجھے رپورٹ دیں میں اس پر ایکشن لوں گا۔

میر خان۔ جناب معزز رکن حافظ صاحب کی جو تحریک التوا تھی۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔ وہ تو ختم ہو چکی ہے انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ اس معاملے کو دیکھیں گے اور یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ جو کل رونما ہوا ہے یا پرسوں۔

میر عبدالجبار خان۔ کل پرسوں کی بات نہیں میں اس میں ایک مختصر نکتہ عرض کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ جناب جس طرح حافظ صاحب نے فرمایا جس طرح وزیر موصوف جنرل صاحب نے بھی فرمایا کہ یقیناً ہمارے بڑے بڑے شہروں کے بازار smuggling کے سامان سے بھرے ہوئے ہیں اس میں کوئی شک نہیں وہاں تو کوئی نہیں پکڑتا اور جب مجھ جیسا کوئی غریب پاکستانی پاکستان کے بازار میں جاتا ہے اور وہاں سے کوئی چیز لے کر نکلتا ہے تو اس کو باہر پکڑ لیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین۔ اس کی وضاحت کر دی ہے ٹھیک ہے۔

میر عبدالجبار خان۔ resentment پھیلا رہے ہیں کیوں؟ یعنی وہ چیز جو پاکستان کے بازار میں تو مل رہی ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔ دیکھیں یہ جو مسئلہ ہے اگر اس کو آپ 194 کے تحت کسی وقت لے آئیں تو اس پر بحث زیادہ مناسب طریقے سے ہو سکے گی ۔ adjournment motion تو وہ ہوتی ہے کہ کوئی واقعہ ایک دم رونما ہوا ہے جس سے ----

میر عبدالجبار خان۔ میں اس کو وسیع نظریے میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ عوام کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے اس لئے عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ بازار تو بھرے ہوئے ہیں ایک شخص کوئی چیز لے کر نکلتا ہے تو اس کو پکڑ لیتے ہیں یہ غلط ہے اس کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب مٹہ صاحب۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: Through an adjournment motion. Now the substance of the matter was if you want to discuss that matter because it has really affected the population of the entire federation of this country i.e., federating units of this country, because by proclaiming the Governor's Rule in that province the provincial entity as a unit of this federation has been injured, it has been negated, so we want to bring this before this august House. Senate is supposed to be custodian of the rights of the federating units. For that reason that adjournment motion was given in a hurry and immediately, but now that has got lapsed.

Mr. Chairman: We are looking into that

Mr. Basheer Ahmed Matta: But what I want to say is that the substance of the matter that we want to have discussed and if the paper is lost, nevertheless, Sir, we want to bring it on the floor of the House.

Mr. Chairman: I have asked them to look into and place it and if somebody is responsible and I will take appropriate action. The point is even if, let us say, the adjournment motion was given yesterday, if it was not necessarily come today because it has to come on its own time. In the meantime, we are already

discussing NWFP's situation.

Mr. Basheer Ahmed Matta: Many members have already made speeches and that was limited context when we were....

Mr. Chairman: Let us come to that and discuss it.

Mr. Basheer Ahmed Matta: It is not together and a matter of different nature.

Mr. Basheer Ahmed Matta: Let us come to that issue and then we will see, we can discuss this important matter.

Mr. Chairman: Syed Muhammad Fazal Agha.

ii) RE: ALLEGED FRAUD AMOUNTING TO Rs. 5 MILLION IN NATIONAL TELEGRAPH WORKSHOP

Syed Muhammad Fazal Agha: I move that this House may adjourn to discuss this problem of recent occurrence and of national importance, namely :-

It has been reported in the daily 'Nawa-e-Waqt', dated the 26th January, 1994 that there has been a fraud amount to Rs. 5 million in the only National Telegraph Workshop in the country. This is a great loss to the national exchequer and needs to be immediately discussed in the House.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Syed Iqbal Haider: Opposed.

جناب چیئرمین۔ مختصر فرمائیں فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا۔ مختصر گزارش یہ ہے کہ قسمتی سے پورے ملک کے اندر ایک ہی ٹیلی گراف ہے اور اس کے اندر ایک ہی stroke میں پانچ ملین غبن ہوا ہے جس میں بہت ساری valuable equipment کو انہوں نے سکریپ وغیرہ میں declare کر کے وہاں پر لوکل لیول پر dispose off کیا ہے اگر ان معاملات کو ٹیک نہ کیا گیا ' یہ فیڈرل subject بھی ہے ' recent occurrence کا بھی ہے اور پبلک اہمیت کا بھی ہے تو ان معاملات میں اگر exact and correct measures نہ لیئے گئے اور اسی طرح leakage ہوتی رہی تو پھر خدا ہی اس ملک کا حافظ ہے ' یہ معاملات کس طرح ٹھیک ہوتے رہیں گے ۔ میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ بجائے اس کو oppose کریں ہمیں یہاں adjournment motion یا privilege motion پیش کرنے کا شوق نہیں ہے ۔ adjournment motion اس لئے لاتے ہیں کہ یہ ساری قومی مفادات کی باتیں ہوتی ہیں ۔ حکومت کی اصلاح کے لئے ہم توجہ دلاتے ہیں کہ جہاں جہاں leakage ہوتی ہے یہ ہم حکومت کی مدد کرتے ہیں حکومت کی مخالفت نہیں ہو رہی اور یہ attitude کہ ہر adjournment motion کو یا privilege motion کو oppose کر دینا یہ غلط بات ہے میں سمجھتا ہوں یہ مناسب طریقہ نہیں ہے جتنے بھی معزز اراکین اس طرف توجہ دلاتے ہیں وہ گورنمنٹ کی اصلاح کے لئے ہے کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ہے جس میں پوری قوم کا مفاد ہوتا ہے اپوزیشن اور strong opposition اور اس قسم کی تعمیری تنقید والی اپوزیشن کی بجا طور پر ضرورت ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ بجائے اس کو اپوز کرنے کے اس پر ایک انکوائری کرائی جائے یا ہاؤس میں ڈیبیٹ کرائی جائے تا کہ معاملہ کی تہہ تک پہنچا جا سکے ۔ یہ کیا ہو رہا ہے صرف اپوز کر کے ' معاملات کو hush up کر کے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہم اس ملک کی کوئی بہتر طریقے سے خدمت کر رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ شیر افگن صاحب آپ فرمائیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اگر فاضل ممبر نے 31 مارچ کا نوائے وقت پڑھ ہی لیا ہوتا تو یقینا وہ 26 والی adjournment motion نہ لاتے اس کی تردید بھی ہے اور سب کچھ ہے ۔

جناب چیئرمین۔ تردید پڑھ دیں جی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ ٹیلیگراف ورکشاپ کوئٹہ میں کوئی غبن نہیں ہوا یہ نوائے وقت میں لکھا ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ تردید پڑھ دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ تردید ہی پڑھ رہا ہوں جی۔ غبن نہیں ہوا۔ یہ 30 جنوری ۹۸ء کی بات ہے۔ 'نوائے وقت' کی خبر ہے۔ یہ ویسے کسی نے جھوٹی خبر دے دی تھی ایسا کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا۔ ٹھیک ہے یہ federal subject ہے سب کچھ ہے اگر اس قسم کی کوئی واردات ہو جاتی تو یقیناً یہ تحریک التوا بنتی تھی اور یہاں discuss ہوناچاہئے تھی جب اسی اخبار میں اس کی تردید چھپی اور فاضل رکن نے اس کی تردید دیکھی ہی نہیں۔ خبر تو دیکھی ہے تردید دیکھ لیتے تو یقیناً تحریک التوا نہ لاتے اور ایوان کا وقت بھی ضائع نہ ہوتا۔

سید محمد فضل آغا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اس طرف گورنمنٹ کی توجہ دلائی جانے اور اگر اخبار کی تردید سے اس بات کی تسلی ہو جاتی ہے اخبار میں ہی corruption کی بات ہوئی تھی اور اخبار میں ہی corruption نہ ہونے کی بات ہوئی تھی تو گورنمنٹ کی ڈیوٹی پوری ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین۔ corruption کی بات نہیں ایک واقعہ کی بات ہے۔

Syed Muhammad Fazal Agha: If the government is satisfied then I don't press it,

کہ کوئی corruption نہیں ہوئی۔

Mr. Chairman: O.K., so this is not pressed in the light of the clarification by the Minister. Yes, Hafiz Hussain Ahmed Sahib, would you like to say something?

حافظ حسین احمد ۔ وزیر پارلیمانی امور نے اس سے اتفاق کیا تھا ایک قرار داد ------

جناب چیئرمین۔ جی اس کے الفاظ دیکھ لئے ہیں آپ نے۔

حافظ حسین احمد۔ انہوں نے اس پہ دستخط بھی کئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ تو تحریک التوائے بعد میں take up کر لیتے ہیں۔

حافظ حسین احمد۔ جی بڑی مہربانی۔

(v) RE: FAILURE OF GOVERNMENT PROCURING

ACCOMMODATION FOR HUJJAJ

Mr. Chairman: Next is Fazal Agha Sahib - No. 23.

Syed Muhammad Fazal Agha: I move that this House may be adjourned to discuss this problem of recent occurrence and of national importance, namely:

It has been reported in the daily 'Nawa-e-Waqt', dated the 26th January 1994 that Pakistan Hajj Mission and the special delegation visiting Saudi Arabia has failed to procure accommodation for the Pakistani Hajjaj in the close vicinity of Haramain-e-Shareefain. If true, this situation is really disturbing and the visiting Hujjaj will have to face a lot of hardships.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Syed Iqbal Haider: Opposed, Sir.

Mr. Chairman: Opposed. Yes Fazal Agha SAhib.

سید محمد فضل آغا۔ مجھے پتا نہیں ہے کہ کیا ہوا ہے اخبار میں باقی ذرائع سے جو وہاں پر لوگ عمرے کے لئے گئے تھے وہ آئے ہیں تو پتا چلا ہے کہ جی مکہ اور مدینہ شریف کے یعنی حرمین شریفین کی close vicinity میں حجاج کے لئے ---- اگرچہ وہاں پر ایک حج Directorate بھی ہے، ہماری Embassy بھی ہے یہ سارے اپنی کوششوں کے باوجود حرمین شریفین کے نزدیک حجاج کے لئے رہائش کا صحیح طور پر بندوبست نہیں کر سکے۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے جناب تو آپ کو بھی پتا ہے ہمیں بھی پتا ہے الحمدللہ کہ جب بھی جاتے ہیں حجاج اس

رش میں اس گرمی میں اور ان ساری مشکلات میں اور جو ہم ان سے چارج کرتے ہیں رہائش کے اور صرف 2x5 فٹ ان کو جو ہم space دیتے ہیں وہ بھی اگر حرمین شریفین سے تین کلو میٹر چار کلو میٹر پانچ کلو میٹر اور آٹھ کلو میٹر دور ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑی زیادتی ہو گی اور ایک special mission آپ بھجواتے ہیں گورنمنٹ کے خزانے پر اس چکر میں بوجھ آتا ہے اس میں چاروں صوبوں کے نمائندے ہوتے ہیں وہاں جا کر وہ کئی دن بیٹھے رہتے ہیں اور اس میں بہت سارے اور بھی معاملات ایسے چل رہے ہوتے ہیں جس کو کمیشن اور kickbacks کا بھی نام دیا جا سکتا ہے accommodation procure کرنے کے لئے تو یہ سب کچھ کرنے کے باوجود اور پاکستانی حجاج کو جس میں بزرگ بھی ہوتے ہیں بوڑھے بھی ہوتے ہیں کمزور بھی ہوتے ہیں بیمار بھی ہوتے ہیں اور ایک فریضہ حج اور اگر اس کو بھی ہم صاف ہاتھوں سے handle نہ کر سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت افسوس کی بات ہے اور اس دفعہ یہ معاملہ خاص طور پر اخبار میں رپورٹ ہوا ہے کہ وہاں پر نزدیک نہ مدینہ شریف میں نہ مکرمہ میں حرمین کے قریب جو باقی ہمیشہ ترک اور ایرانی وغیرہ یہ لوگ دور رہتے تھے پاکستانیوں کے لئے کوشش یہی ہوتی تھی کہ نزدیک vicinity میں یعنی آدھے کلو میٹر ایک کلو میٹر بلکہ اس سے نزدیک vicinity میں رہائش کا ہمیشہ بندوبست ہوا کرتا تھا لیکن اس دفعہ اگر یہ ایسا نہیں ہوا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی کمزوری ہے اور inefficiency ہے اور نا اہلی ہے اور یہ حجاج کے لئے بہت تکلیف دہ بات ہے اگر اس فریضہ مقدس کی طرف بھی ہم صحیح طریقے سے توجہ نہ دے سکے تو میں سمجھتا ہوں یہ پوری قوم کے ساتھ اور خاص کر حاجیوں کے ساتھ ایک المیہ ہو گا اور ہمارے حجاج کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہو گی اور یہ حج منسٹری کی اور یہ جو special delegation ہے ان کی ایک failure اور inefficiency کو amount کرتا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ آپ فرمائیں گے جی سید خورشید احمد شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ۔ شکریہ جناب چیئرمین! معزز سینیٹر صاحب نے جو بات کی بالکل حقیقت پر مبنی نہیں ہے میں خود اس delegation میں گیا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں انہوں نے کمیشن کی بھی بات کی اور بھی بہت سی باتیں کیں۔ ہم اس delegation میں صرف یہ نہیں کہ accommodation لینے گئے تھے ہم عبادت سمجھ کر گئے تھے کہ یہ بہت عبادت ہے تا کہ ہم

اپنے حجاج کو وہاں بہتر سے بہتر سہولتیں دے سکیں۔ ان کی یہ بالکل غلط فہمی ہے کہ ہم نے تین چار کلو میٹر پر جگہیں لی ہیں ۔ جو last distance ہم نے دیا ہے وہ ایک ہزار میٹر کا ہے اس سے بڑھ کر کوئی بھی بلڈنگ مکہ مکرمہ میں نہیں لی گئی اب تک 64 ہزار حاجیوں کے لئے اکاموڈیشن وہاں لی گئی ہے جن میں ایک بھی ایسی بلڈنگ نہیں ہے جو ایک ہزار میٹر سے زیادہ دور ہو اس کے علاوہ مدینہ منورہ میں جو ہم نے buildings لی ہیں وہ دو سو سے لے کر ساڑھے تین سو میٹر تک ہیں۔ تین سو پچھتر میٹر پر بھی کوئی بلڈنگ نہیں ہے اور میں ان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری اس Peoples Government نے اس مرتبہ پہلی مرتبہ open Haj کر دیا کوئی قرعہ اندازی نہیں ہوئی اس میں اور 93 ہزار حجاج اس مرتبہ حج کا فریضہ ادا کریں گے اور میں یہ بھی ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ مدینہ منورہ میں پچھلے سال کی گورنمنٹ نے houses لئے تھے وہ دو سو پچاس ریال پر لئے تھے اور اس سال جو ہم نے لئے ہیں وہ دو سو چالیس ریال پہ لئے ہیں دس ریال کم کروائے ہیں جس سے صرف مدینہ منورہ میں 70 لاکھ روپوں کا فرق پڑتا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں credit دیا جانے گا مگر افسوس کی بات ہے کہ اخباری خبروں میں یہاں بات ہوتی ہے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سال پاکستانی حجاج کرام کو بہتر سے بہتر سہولیات ملیں گی اور 65 doctors اس سال لئے گئے ہیں اور 1500 حجاج کے اوپر ہم نے ایک ڈاکٹر اور ایک مشن رکھا ہے جہاں 1500 حاجی ہوں گے وہاں ایک ڈاکٹر ہو گا ان کے ساتھ مشن ہو گا اور بہتر سے بہتر سہولتیں ہم نے دینے کے لئے اور بہتر accommodation دینے کے لئے سستے ریٹ پر لے کر ہم نے اپنے حجاج کو دینے کی کوشش کی ہے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ اس سال آپ لوگوں کو کوئی شکایت نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہماری ضرور مدد فرمائے گا۔

جناب چیئرمین۔ اس وضاحت کے بعد ہزار میٹر سے زیادہ مکہ میں اور تین سو میٹر سے زیادہ مدینہ منورہ میں کوئی رہائش گاہ نہیں لی گئی ۔ آپ اس پر زور دینا چاہیں گے؟

سید محمد فضل آغا۔ سر میں دو چار فقرے عرض کروں گا ۔ ایک تو انہوں نے مجموعی طور پر حج پالیسی پہ بحث کی کہ قرعہ اندازی نہیں ہوئی اس کی اپنی وجوہات ہیں درخواستیں اتنی آئی ہوں گی۔

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ تو علیٰحدہ بات ہے یہ رہائش پہ آپ آئیں۔

سید محمد فضل آغا۔ میں عرض کر رہا ہوں جی۔ وہ درخواستیں ہی کم آئی تھیں تو قرعہ اندازی کی ضرورت نہیں پڑی۔ اس میں credit لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے صرف بات یہ کی تھی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ اصل مسئلہ تو رہائش کا ہے۔

سید محمد فضل آغا۔ بابر صاحب آپ تو بات بھی نہیں کرنے دیتے ہیں تو فائدہ کیا ہے اس ہاؤس میں آنے کا۔ یہ آپ تین وزیر کھڑے ہو جاتے ہیں مجھے بات تو عرض کرنے دیں۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ حجاج کے interest کی بات ہے ہمیشہ آپ کی رہنمائی کی بات کرتے ہیں ہر بات میں محترمہ کی موجودگی میں آپ تین تین کھڑے ہو جاتے ہیں بہت افسوس کی بات ہے ہمیں حق پہنچتا ہے ہم بات کریں آپ اپنی بات خود کریں گزارش ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ زیادہ ایک ہزار میٹر ان کا مطلب ہے اس سے نزدیک بھی ہوں گے انشاء اللہ شاہ صاحب ہم اپنے ٹرپ پہ آپ کے ساتھ ضرور آئیں گے اور باقی انہوں نے میڈیکل سہولیات کے لئے بھی کہا ہے اگر انہوں نے اچھے انتظامات کئے ہیں تو یہ بہت اچھی بات ہے پوری قوم کے لئے خوشخبری کی بات ہے لیکن میں یہ گارنٹی ضرور کروں تاکہ اپنے خرچے پہ ضرور میں آؤں گا پھر ان کے ساتھ وہاں بیٹھ کر سارے معاملات sort out کریں گے اور اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو ہم دوبارہ اس ہاؤس میں face کریں گے۔ ان الفاظ کے ساتھ اس وقت میں اس کو press نہیں کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ So not pressed in the light of the statement of the honourable Minister. ٹائم ختم ہو گیا ہے جی۔ جی داؤد پوتا صاحب آپ کا کیا point of order ہے؟

جناب یوسف شاہین داؤد پوتا۔ جناب چیئرمین! 1992ء میں پنجاب میں سیلاب آیا تھا جس میں 63 ارب روپے کا نقصان ہو گیا تھا ابھی اس سال سکھر سے لے کر کراچی تک پانی نہیں ہے اور پوری فصل تباہ ہو رہی ہے میں نے پچھلی مرتبہ بھی یہ مسئلہ اٹھایا تھا۔

جناب چیئرمین۔ منسٹر برائے واٹر اینڈ پاور موجود ہیں۔ انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے یقین ہے وہ اس پر کوئی نہ کوئی action لیں گے۔ کھر صاحب کیا آپ اس پر کچھ

کہنا چاہیں گے؟

He has raised it on two or three occasions. Obviously he has got a little concern to this issue.

جناب غلام مصطفیٰ کھر - جب پہلے یہاں یہ ایشو اٹھایا گیا تھا تو وزیر اعظم صاحب کی ہدایت پر ہم نے اسی وقت meeting بلائی تھی جس میں Secretary, Water and Power تھے اور باقی بھی جتنے متعلقہ officers تھے ان کو یہاں بلایا تھا بلکہ سندھ کے irrigation کے وزیر بھی اس میں موجود تھے ہمارے سندھ کے ساتھی جو وزیر ہیں وہ بھی موجود تھے اور یہ بات ہم نے دریافت کی تھی کہ اس کی وجہ کیا ہے اصل وجہ جناب یہ ہے کہ پچھلے 50 سال میں اتنا کم پانی کبھی نہیں تھا جتنا پانی اس دفعہ کم ہے - یہ قدرتی بات ہے کسی کے بس کی بات نہیں ہے لیکن جہاں تک یہ Water Management کا تعلق ہے یہ نہ میری Ministry کے ماتحت ہے اور نہ کوئی ایک شخص اس کا ذمہ دار ہے اس کے لئے چار صوبائی حکومتیں اپنے officers بھیجتی ہیں اور وہ یہاں manage کرتے ہیں پانی کو - وہاں سندھ کا نمائندہ موجود ہوتا ہے بلوچستان کا ہوتا ہے پنجاب کا ہوتا ہے اور Frontier کا ہوتا ہے اور جتنے وہ indents بھیجتے ہیں جتنے پانی کی ان کو ضرورت ہوتی ہے سے حصے کے مطابق اتنا پانی release کیا جاتا ہے تو اس کے مطابق یہ بات وہاں صاف طور پر آئی تھی کہ کوئی ایسی غلطی کسی کی وجہ سے نہیں ہوئی کیوں کہ پانی کم ہے اور جو indents بھیجتی ہے سندھ گورنمنٹ ' اس کے مطابق پانی release کیا جاتا ہے اور اس میں سارے کے سارے موجود تھے ابھی بھی ہماری وہی بات ہے کہ جتنا پانی ان کو ضرورت ہے اپنے حصے میں سے لینا چاہتے ہیں آج لینا چاہیں ' کل لینا چاہیں منسٹری کو کوئی اعتراض نہیں ہے یہ لے سکتے ہیں لیکن جو ایک قدرتی problem ہے کہ پانی نہیں ہے اور ان کو اس بات کا احساس ہے اور آگے بھی پانی پھر انہیں ضرورت کے لئے استعمال کرنا ہے اس کی وجہ سے کمی بیشی ہو رہی ہے اور کمی بیشی وہ صرف سندھ میں نہیں ہے ' پنجاب میں بھی کمی ہے ' Frontier میں بھی کمی ہے اور ہر جگہ پر کمی ہے کیونکہ وہ قدرتی چیز ہے اگر ممبر صاحبان یا کسی ممبر صاحب کو یہ اعتراض ہے کہ کسی کی غلطی کی وجہ سے پانی نہیں جا رہا تو وہ point out کریں میں سب کو بلانے کے لئے تیار ہوں اور وہ اس میں خود وہاں بیٹھیں ' شریک ہوں meeting میں کیونکہ ہم کسی بات کو چھپانا نہیں چاہتے اور ہم اس کو rectify کریں گے -

RESOLUTION RE: CONDEMNATION OF TERRORISTS' ATTACK ON PRAYING MUSLIMS IN IBRAHIMI MOSQUE

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جی جناب حافظ صاحب پہلے قرار داد لے لیں ۔ اقبال حیدر صاحب ! اس قرارداد کے الفاظ agree ہو گئے ہیں ۔ پڑھ دیں اسے۔

سید اقبال حیدر۔ جی جناب ۔

جناب چیئرمین۔ پڑھ دوں۔ مشترکہ قرارداد ہے یہ ۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا یہ معزز ایوان بالا اسرائیلی رجیم کی تازہ شرمناک دہشت گردی کی شدید مذمت کرتا ہے جس میں عین حالت رکوع میں نماز فجر کے دوران اندھا دھند فائرنگ کے ذریعہ 86 نمازیوں کو شہید اور 300 کو شدید زخمی کیا گیا ۔

یہ شرمناک واقعہ اسرائیلی رجیم نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسجد ابراہیمی میں جو ہیبرون شہر میں واقع ہے میں ایک یہودی سپاہی کے ذریعہ فلسطینی روزہ دار مسلمانوں پر مسجد کے اندر حالت رکوع میں سفاکانہ انداز سے فائر کھول کر شہید کرنا اس صدی کی سب سے بڑی شرمناک دہشت گردی ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے قاتل نے اس موقع پر کئی بار اسلحہ لوڈ کیا مگر کسی نے اس کو روکنے کی کوشش تک نہیں کی جب کہ اس مذموم عمل کی مذمت اور شہداء کے نماز جنازہ میں شریک دیگر نہتے غمزدہ مسلمانوں کو بھی اسرائیلی فوجیوں نے گولیوں کا نشانہ بنایا ۔ جب کہ امریکہ اور اس کے پالتو اسرائیل عالمی سطح پر امن و امان کا ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں اور فلسطینیوں کو امن کا واسطہ دے کر معاہدہ پر مجبور کر رہے ہیں عین روزہ اور عبادت گاہ میں عبادت کے دوران نہتے نمازیوں پر درندگی اور بربریت سے انسانی بنیادی حقوق کی بھی سنگین خلاف ورزی ہوئی ہے لہٰذا اس قرار داد کو منظور کر کے تمام بین الاقوامی اداروں کو بھیجا جائے ۔

حافظ حسین احمد۔ مشترکہ قرار داد ہے جی ۔

جناب چیئرمین۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا یہ معزز ایوان بالا اسرائیلی رجیم کی تازہ شرمناک دہشت گردی کی شدید مذمت کرتا ہے جس میں عین حالت رکوع میں نماز فجر کے دوران اندھا دھند

فائرنگ کے ذریعہ 86 نمازیوں کو شہید اور 300 کو شدید زخمی کیا گیا۔ یہ شرمناک واقعہ اسرائیلی رجیم نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسجد ابراہیمی میں جو ہیبرون شہر میں واقع ہے میں ایک یہودی سپاہی کے ذریعہ فلسطینی روزہ دار مسلمانوں پر مسجد کے اندر حالت رکوع میں سفاکانہ انداز سے فائر کھول کر شہید کرنا اس صدی کی سب سے بڑی شرمناک دہشت گردی ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے قاتل نے اس موقع پر کئی بار اسلحہ لوڈ کیا مگر کسی نے اس کو روکنے کی کوشش تک نہیں کی جب کہ اس مذموم عمل کی مذمت اور شہداء کے نماز جنازہ میں شریک دیگر نہتے غمزدہ مسلمانوں کو بھی اسرائیلی فوجیوں نے گولیوں کا نشانہ بنایا۔ جب کہ امریکہ اور اس کے پالتو اسرائیل عالمی سطح پر امن و امان کا ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں اور فلسطینیوں کو امن کا واسطہ دے کر معاہدہ پر مجبور کر رہے ہیں عین روزہ اور عبادت گاہ میں عبادت کے دوران نہتے نمازیوں پر درندگی اور بربریت سے انسانی بنیادی حقوق کی بھی سنگین خلاف ورزی ہوئی ہے۔ لہٰذا اس قرار داد کو منظور کر کے تمام بین الاقوامی اداروں کو بھیجا جائے۔

Is this resolution approved?

(The resolution was approved)

حافظ حسین احمد۔ جناب میری گزارش یہ ہے کہ قائد ایوان بھی تشریف رکھتی ہیں یہاں پر جو کہ پارلیمانی لیڈر بھی ہیں وہ اپنے جذبات کا دو منٹ میں اظہار کر دیں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں قرارداد منظور ہو گئی ہے۔

Syed Iqbal Haider: Sir, it is a joint resolution.

Mr. Chairman: It is a joint resolution.

Syed Iqbal Haider: And we have co-sponsored it. Just a second, Sir. The honourable Prime Minister would like to express her view on it.

Mr. Chairman: Honourable Prime Minister.

Mohtarma Benazir Bhutto: On behalf of the Government and the people of Pakistan, I would like to condemn the atrocities which have been committed and to express our solidarity with those who are aggrieved. We have

always supported the Palestinians and we will continue to do so. This latest incident has already been condemned by me yesterday and I take the opportunity to condemn it once again on the floor of the Senate. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Dr Rehan Sahib.

ڈاکٹر محمد ریحان۔ میں آپ کی خدمت میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا! نیشنل اسمبلی کے جو اہلکار ہیں ان کو سالانہ تین اعزازیے ملتے ہیں جب کہ سینٹ جو ایوان بالا ہے اس کے اہلکاروں کو صرف دو ملتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ وہ مسئلہ یہاں کا نہیں ہے ۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں سینٹ نے گزشتہ سال ، مجھے تاریخ بھی یاد ہے ، 5 ستمبر کو۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔ یہ مسئلہ آپ میرے پاس لے آئیں یہ Finance Committee سے متعلق ہے وہاں پہ یہ take up کریں گے ۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ ہم گزارش کرتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ بھی ہے عید بھی آ رہی ہے ۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے اس کو مناسب forum پہ لانا چاہئے یہ مناسب نہیں ہوتا کہ ہاؤس میں یہ چیز لائی جائے جو فورم ہے اس پہ لیا جائے گا اگلا آئٹم ، آئٹم نمبر 3 ہے جناب اعجاز جتوئی صاحب۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ میں نے ایک adjournment motion دی تھی سندھ کی division کے بارے میں آپ نے اگلے سیشن میں لینے کے لئے commitment کیا تھا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں دیکھیں ناں یا تو اس کے ساتھ باقاعدہ رولز کی suspension کی موشن دیں اس کو لے آئیں ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ وہ دیا تھا میں نے :

جناب چیئرمین۔ آج ویسے بھی بہت سی اہم چیزیں ایجنڈے پر ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی ۔ اس سے زیادہ کیا اہم چیز ہے ؛ بات ایک convention میں بیٹھ کر کی گئی ہے یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو توڑنے کی بات ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ بہر حال اس کو میں دیکھ لیتا ہوں ۔ آج تو ایجنڈے پر نہیں ہے لیکن کل کے لئے اس کو دیکھ لیتا ہوں ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی ۔ نہیں commitment کر کے پھر اس کو ایجنڈے میں نہ رکھنا زیادتی ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ آج Private Members Day ہے اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جو لوگ لانا چاہ رہے ہیں اس کو کل دیکھ لیتے ہیں ساتھ آپ suspen..on of rules کو بھی دیکھیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی ۔ suspension of rules میں نے move کیا ہوا ہے دونوں sides سے تائید کی گئی ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ آج بھی اگر کوئی اہم کارروائی ہے تو نکل جانے پھر اس کو لے لیں گے ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ ملک توڑنے سے زیادہ اہم کارروائی کوئی ہو سکتی ہے؟

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں انشاء اللہ ٹوٹتا نہیں ہے ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ آپ کے کہنے سے ٹوٹے گا یا نہیں ٹوٹے گا لیکن نہیں---

جناب چیئرمین۔ کسی کے کہنے سے انشاء اللہ نہیں ٹوٹے گا ۔ جی اقبال حیدر صاحب نمبر 2۔

ملک محمد قاسم۔ لاءمنسٹر صاحب بیٹھتے نہیں ہیں ۔

سید اقبال حیدر ۔ لاءمنسٹر کے اوپر کافی کام ہے وہ اپنے تمام فرائض خوش اسلوبی سے انجام دیتا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں اچھا ہے جو زیادہ حرکت میں ہو وہ زیادہ بہتر ہوتا ہے حرکت

میں برکت ہوتی ہے ۔

سید اقبال حیدر۔ حرکت میں ہی برکت ہوتی ہے ۔

جناب چیئرمین۔ جی لاہنسٹر صاحب۔

ELECTION OF A MEMBER TO A STANDING COMMITTEE

Syed Iqbal Haider: Thank you, Mr. Chairman. With your permission, I move that Senator Shehzad Gul may be elected as Member of the Senate Finance Committee.

Mr. Chairman: It has been moved that Senator Shahzad Gul may be elected as member of the Senate Finance Committee.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Senator Shehzad Gul stands elected as Member of the Finance Committee. No. 3, further discussion on the motion moved by Prof. Khurshid Ahmed, the situation in NWFP.

RE: FURTHER DISCUSSION ON THE SITUATION IN NWFP.

جناب چیئرمین۔ اس میں کون کون صاحب رہ گئے تھے اس دن میرے خیال میں ڈاکٹر شیر افگن صاحب کی تقریر ہو گئی تھی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ میرا نام بھی لسٹ میں ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ کا نام تو نہیں ہے لیکن اگر آپ بولنا چاہتے ہیں تو بولیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ میں بولنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ خلیل الرحمٰن صاحب ' داؤد پوتا صاحب۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ میں بھی بولنا چاہوں گا ۔

جناب چیئرمین۔ آپ نے پہلے تقریر نہیں کی ہے ۔

جناب محمد ابراہیم خان ۔ وہ دوسری باتیں تھیں وہ بس کے اغواء کی بات تھی۔

جناب چیئرمین۔ چلو اب اجازت دیتا ہوں ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ یہ تو situation ہے ناں پتا نہیں کیا کیا ہونا ہے ۔

جناب چیئرمین۔آپ بولنا چاہتے ہیں پہلے خلیل الرحمٰن صاحب کا نام ہے پھر آپ۔

سید مزمل شاہ۔یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس کو کل رکھا جائے۔

جناب چیئرمین ۔ یہ اصل میں دو دن پہلے بحث شروع ہوئی تھی اور اس میں بہت سے حضرات بول چکے ہیں آپ اگر بولنا چاہتے ہیں تو آپ کو بھی اجازت دی جائے گی ۔

سید مزمل شاہ ۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ زیر بحث معاملہ کے لئے کل کا دن بھی رکھا جائے تو بہتر ہو گا کیوں کہ ابھی ہمارے بہت سارے اراکین رہتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ دیکھتے ہیں ۔

Syed Iqbal Haider: Mr. Chairman, may I seek your permission Sir, to move one more important resolution that is with regard to CPA membership. It is on the supplementary agenda.

Mr. Chairman: Yes, please move

ہاں وہ بھی کر دیں یہ formal business clear ہو جائے۔

جناب شہزاد گل ۔ یہ vote of no confidence کے سلسلے میں move ہوا تھا۔

جناب چیئرمین ۔ پہلے resolution پہ تو کر لیں ۔ اس پر ایک resolution ہے وہ move کرلیں پھر آپ کی بات میں سنتا ہوں ۔ جی فرمائیے۔

RESOLUTION RE. SEEKING MEMBERSHIP OF CPA.

Syed Iqbal Haider: Sir, with your permisison, I move the following resolution:

This House being aware of the aims and ideals of the Common Wealth Parl iamentary Association in promoting parliamentary democracy and increasing understanding, mutual respect and friendship between the parliamentarians of the Common Welath, hereby resolve to seek membership of that Association.

Mr. Chairman: It has been moved by Syed Iqbal Haider, the Minister for Law Justice and Parliamentary Affairs that this House being aware of the aims and ideals of the Common Wealth Parliamentary Association in promoting parliamentary democracy and increasing understanding, mutual respect and friendship between the parliamentarians of the Common Welath, hereby resolve to seek membership of that Association

(The motion was adopted)

جناب چیئرمین۔ شہزاد گل صاحب آپ کیا فرما رہے تھے۔

جناب شہزاد گل۔ جناب والا ! میری گزارش یہ تھی کہ آج Frontier کی جو سیاسی صورتحال ہے یہ بالکل مختلف ہے اور جو بات شروع ہوئی تھی وہ بالکل مختلف مسئلے پر تھی اس وجہ سے یہ اب نئے ممبران جو ہیں جو اس پر بولنا چاہتے ہیں لیکن جو بول چکے ہیں ان کو تو موجودہ صورتحال پر بولنے کا موقع نہیں ملے گا اس وجہ سے اس کو کل پر رکھیں اور وہ adjournment motion میں نے Rule 194 کے تحت دی تھی اور اس کے ساتھ 236 کے تحت rules کی suspension کے لئے بھی۔

جناب چیئرمین۔ میری ایک تجویز سن لیں یہ ایک مسئلہ زیر بحث ہے اس میں کچھ حضرات نے بولنا ہے۔

جناب شہزاد گل۔ اب ان کو پتا نہیں ہے کہ یہ بات کس مسئلے سے شروع ہوئی تھی یہ تو صرف لاء منسٹر صاحب کو چاہئے کہ وہ اس کو wind up کریں۔

جناب چیئرمین۔ شہزاد گل صاحب میری بھی بات تو سن لیں میری تجویز یہ ہے کہ جو مسئلہ آج زیر بحث ہے اس میں آج جو حضرات بولیں گے ان کے ساتھ کل کی صورتحال بھی ہو گی پرسوں کی بھی ہو گی وہ اس پر بول سکتے ہیں اس کے باوجود اگر آپ سمجھتے ہیں کہ نہیں یہ معاملہ تشنہ رہ گیا ہے اور یہ جوئنٹ صورتحال ہے گورنر راج کی یہ بہت important ہے تو آپ اس پر باقاعدہ رول 194 کے تحت یا adjournment motion کل لے آئیں together with the suspension of rules motion.

جناب شہزاد گل۔ وہ تو میں نے کل دیئے تھے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔

جناب چیئرمین۔ اس کو کل take up کریں گے اس عرصہ میں یہ صلاح مشورہ کریں۔

جناب شہزاد گل۔ اگر کل اس کو take up کرنا ہے -----

جناب چیئرمین۔ آپ اس میں صلاح کر لیں کہ آپ کو قاعدہ 194 زیادہ مناسب رہے گا یا adjournment motion زیادہ مناسب رہے گی اور پھر اگر ہاؤس approve کرے۔

جناب شہزاد گل۔ میں نے تو دی ہے میں نے دونوں دی ہیں۔

جناب چیئرمین۔ اس کا میں نے کہہ دیا ہے ڈھونڈ کر اس کو لے آئیں گے وہ adjournment motion ہے۔

جناب شہزاد گل۔ 194 کے تحت بھی تھا۔

جناب چیئرمین۔ اگر ہاؤس approve کرے گا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب شہزاد گل۔ ہاؤس کی بات نہیں ہے وہ تو ہم آپ کو دے چکے ہیں وہ دونوں آپ کے پاس دفتر میں -----

جناب چیئرمین۔ میں نے Joint Secretary کو کہا ہے کہ وہ لائیں میں process کروں گا اگر کل House اجازت دے تو پھر کل اس کو ٹیک اپ کر لیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی- جناب والا! اگر ایسی چیز کوئی بھی لانا چاہے کہ مثلاً گورنر رول پر یہ اس قسم کے مسئلے پر تو ہمیں خوشی ہو گی آپ اگر اجازت دینا چاہتے ہیں---

جناب چیئرمین- آج پہلے ہی ایک موشن زیر بحث ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی- گزارش یہ ہے کہ آپ صحیح فرما رہے ہیں کہ ایجنڈے پر already ایک موشن ہے اس میں اگر ترمیم کر کے اس کو بھی اور پھر وہ بھی لے آئیں۔

جناب چیئرمین- اگر آپ اتفاق کرتے ہیں اگر حکومت کو اعتراض نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی- ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین- تو پھر I can bring it up straight away. پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ تو یہ جو موشن ہے اس کو club کر کے اکٹھا کر کے اس پر بحث شروع کر دی جاتی ہے اور جو حضرات بولنا چاہتے ہیں اس پر وہ اپنا نام دے دیں اور جو اب تک نہیں بول سکے ان کو preference دے دیں گے او جو بول چکے ہیں ان کو بعد میں لے لیں گے اس نئے مسئلے کو ہم اس کے ساتھ ہی discuss کرتے ہیں آپ سب کو اجازت ہو گی پہلے ان کو موقع دیا جائے گا جو نہیں بول سکے اس کے بعد آپ لوگوں کو موقع دیا جائے گا جو پہلے بول چکے ہیں اور دوبارہ بولنا چاہتے ہیں۔

حافظ حسین احمد- جناب چیئرمین! میں نے کل سیکریٹریٹ کے حوالے اسی مسئلے پر ایک تحریک التوا کی ہے۔اب وہ ساری چیز آ رہی ہے۔

جناب چیئرمین- نہیں جی وہ مل جائے گی اصل میں کاغذ بہت سارے دیتے ہیں۔

حافظ حسین احمد- میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جن کی تحریک التوا ہے آپ کل ان کو لے لیں۔

جناب چیئرمین- اس وقت نبیل گبول صاحب بولنا چاہتے ہیں ' ذکی الدین پال صاحب بولنا چاہتے ہیں اس کے بعد اگر کوئی حضرات بولنا چاہیں اس ساری صورتحال پر تو ان کو اجازت ہو گی۔

حافظ حسین احمد۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر تحریک التوا کو آج آپ لے لیں ہم پڑھ دیتے ہیں اور اس کے ساتھ جو مقررین آج بولنا چاہتے ہیں وہ اس مسئلے کو بھی لے لیں اور اس کے بعد ہم movers جو ہیں وہ بعد میں ------

جناب چیئرمین۔ نہیں اس کو بجائے اس تحریک التوا کے اس کو 154 کے موشن کے تحت دے دیجئے تو بہتر ہو گا۔

حافظ حسین احمد۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ پہلے آپ لے لیں اس کے بعد جو مقررین ہوں گے ------

جناب چیئرمین۔ اب چونکہ حکومت نے اعتراض نہیں کیا ہم نے اس کو لے لیا ہے اب یہ نئی صورتحال ہے اس کو ہم 194 کے تحت discuss کریں گے اور جو حضرات بولنا چاہیں گے وہ بولیں۔

حافظ حسین احمد۔ ٹھیک ہے یعنی میری تحریک التو بھی اس میں شامل ہو گی؟

جناب چیئرمین۔ بالکل سب شامل ہوں گے آپ اپنا نام دے دیں۔ جی خلیل الرحمٰن صاحب۔

So, the procedure will be that first of all those Senators who have not spoken on the earlier resolution, we will give them preference and thereafter whoever wants to speak on this situation and which means that the situation emerging out of the imposition of Governor's rule that will be discussed and any Senator who wants to make his speech we will be committed to do so.

آپ نام دے دیں جو جو بولنا چاہتے ہیں۔ جی جناب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ اقبال حیدر صاحب بیٹھے ہیں ہاؤس میں وہ Senators کے فنڈز سے متعلق -----

جناب چیئرمین۔ اب دیکھیں ساری چیز تو نہیں ہو سکتی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ نہیں وہ بیان دیں گے۔

STATEMENT RE: RELEASE OF FUNDS FOR DEVELOPMENT

SCHEMES OF SENATORS.

سید اقبال حیدر۔ نہیں مجھے یہ ایک خوش خبری دینی ہے۔

جناب چیئرمین۔ اچھا خوش خبری ہے تو سن لیتے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین! میں خوشی سے اس فیصلے کا اعلان کرتا ہوں کہ تمام سینیٹر حضرات کو، تمام MNAs کے برابر 1993-94 میں ان کی development سکیموں کو وہی مقام اور سہولتیں اور amount حاصل ہوں گی جس طرح MNAs کو ہیں اور تمام Senators اور MNAs میں کوئی تفریق نہیں برتی جائے گی تو یہ میں نے ابھی ختم نہیں کیا ابھی میں گزارش کر رہا ہوں اور ڈیسک تو بجا دیجئے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سید اقبال حیدر۔ جو اچھی بات کرتے ہیں اس پر بھی کنجوسی تو نہ کریں۔

جناب چیئرمین۔ لاء منسٹر صاحب پتا ہے یہ ڈیسک کیوں نہیں بجے کیونکہ ابہام آپ کا پھر بھی رہ جاتا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ نہیں ابہام کوئی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر MNAs کو کچھ نہیں ملے تو پھر ان کو بھی کچھ نہیں ملے گا۔

سید اقبال حیدر۔ اور اس میں یہ بھی ہم نے کہا ہے کہ کیونکہ وقت کم ہے بہت سے سینیٹرز ریٹائر ہو رہے ہیں تو میں نے پھر Ministry of Local Government سے پوچھا کہ آپ کیسے ان کی سکیمیں approve کریں گے انہوں نے کہا کہ وہ 10 مارچ تک identify کر دیں اگر feasibility ان کے پاس نہیں بھی ہے تو کوئی بات نہیں ہے۔ صرف identification کے اوپر جو writing میں وہ دیتے ہیں وہ identify کر کے وہ سکیمیں 10 مارچ تک بھیج دیں۔

جناب چیئرمین۔ اب ڈیسک بجیں گے میرے خیال میں۔

سید اقبال حیدر۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ......

ایک معزز رکن۔ 1992-93، کا کیا ہوگا

سید اقبال حیدر۔ 1992-93، پر بھی آ رہا ہوں آپ ذرا ڈیسک بجانے کے لئے تیار رہیں جتنی سکیمیں approve ہو چکی ہیں 1992-93 کے اوپر ان کے فنڈز اگر کہیں رکے ہوئے ہیں وہ مجھے بتا دیں ہم نے اپنی طرف سے جاری کر دیئے ہیں اگر کہیں رکے ہوئے ہیں تو ان کو بھی جاری کر دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ یعنی اب اس میں 25 فیصد والی بات نہیں ہے۔

سید اقبال حیدر۔ وہ تو نہیں۔ وہ بجٹ والی تھی۔ یہ تو ہیں ہی latest۔ 1992-93، پر وہ 25 فیصد کا ویسے بھی لاگو نہیں تھا وہ پہلے ہی آپ کو کہا تھا اور اب اس بیان کی روشنی میں میں سمجھتا ہوں کہ تمام سینیٹرز حضرات کی تمام تر شکایتیں دور ہو جائیں گی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین۔ دیکھیں ناں اب ڈیسک بجے ہیں۔ جی جناب عالم علی لالیکا صاحب۔

میاں عالم علی لالیکا۔ پوائنٹ آف آرڈر پر میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے۔

میاں عالم علی لالیکا۔ چونکہ میری term دیگر 41 ممبران سینٹ کی طرح 20 مارچ کو ختم ہو جانے کی بڑی تشویش لاحق ہے کہ جو 1993-94 کے لئے 1992-93 کے ل ہم نے اپنے منصوبے دیئے تھے ان پر میں بڑے غور سے مطالعہ کرتا رہا ہوں جناب وزیر قانون صاحب کے عندیہ کا ان سے انکشافات کا ان کی خوش خبریوں کا لیکن مجھے ان میں ایک بات جو بڑی ملفوف نظر آئی ہے وہ نکتے والی بات مجھے نظر آئی کہ یہ کیا دینا چاہتے ہیں کیا دیں گے اور کیا دے چکے ہیں اب آتے ہی وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو ایم این اے صاحبان کے ساتھ ہو رہا ہے اور ایم این اے کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو آپ کے ساتھ ہو رہا ہے تو یہ بڑی عجیب سی بات ہے۔

جناب والا! مجھے ابھی جناب وزیر قانون صاحب نے بڑے اچھے انداز میں فرمایا ماشاء اللہ قادر الکلام ہیں ہم تو ان کی ہوا کو بھی نہیں پہنچ سکتے کہ دنی ان کے ساتھ سلوک ہو گا جو ایم این اے کے

ساتھ ہو رہا ہے ایک تو ایم این اے صاحبان میں ان کو واضح کرنا چاہتے کہ کون سے ایم این اے صاحبان اور پھر ایم این اے صاحبان کو یہ کہیں نہ جو سینیٹرز کے ساتھ ہو رہا ہے وہ آپ کے ساتھ ہو گا ہم تو یہ جاننا چاہتے ہیں کہ 1991-92، 1992-93، 1993-94 میں سینیٹرز کو یہ بتایا گیا تھا کہ ایک کروڑ چوالیس لاکھ روپے کے ان کو projects دیئے جائیں گے کیا وہ ایک کروڑ چوالیس لاکھ کے projects دینا چاہتے ہیں یا دے دیں گے ان الفاظ میں ہمیں یہ سمجھا دیں تھوڑی سی عقل بھی موٹی ہے اور جسم بھی موٹا ہے سمجھ میں بات ذرا پڑتی نہیں ان کی بات میں ذرا موشگافیاں بہت زیادہ ہوتی ہیں اب اس میں مجھے وہ محترمہ نجمہ ناہید صاحبہ کا شعر یاد آ جاتا ہے کہ!

میاں عالم علی لالیکا۔ جناب چیئرمین! 1993-94، کے بارے میں پچاس لاکھ کی حد تک تو ہم مطمئن ہیں اگر ایم این اے حضرات دو دو کروڑ بھی دے رہے ہیں تو اس سے زیادہ کا مطالبہ کرنا ہمارے لئے حماقت ہو گی لیکن 1991-92، اور 1992-93، میں ایک کروڑ چوالیس لاکھ روپے حکومت نے release کئے تھے ان کے بارے میں میں جاننا چاہوں گا کہ وہ پورا دینا چاہیں گے یا نہیں دینا چاہیں گے یا اس میں اگر مگر کی گنجائش رکھیں گے۔

جناب چیئرمین۔ بہر حال وہ جتنی بات سمجھا سکے ہیں، جو پالیسی گورنمنٹ کی ہے وہ انہوں نے وضاحت کر دی ہے مزید آپ -----

سید اقبال حیدر۔ میں نے آپ کو تمام تفصیل بتایا میں جائزہ دوبارہ بھی دے سکتا ہوں ایک ایک سینیٹر معزز رکن کا کہ ان سکیموں کے بارے میں تمام ریکارڈ میرے پاس موجود ہے۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے کوئی پوچھے تو بتا دیں۔

سید اقبال حیدر۔ اگر رولز کے مطابق کام جاری ہے تو sanctioned and approved amount release ہو گا اور جاری رہے گا جس کو sanction ہی نہیں کیا گیا یا جس کو روک دیا گیا کسی قانون یا ضابطے کی وجہ سے اس کے بارے میں میں بات نہیں کرتا sanctioned and approved amount ہے وہ جاری کی جائے گی۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جی جناب مزمل شاہ صاحب۔

سید مزمل شاہ۔ جناب چیئرمین! اقبال حیدر صاحب نے اپنے طور بات clear کر دی ہے کہ

وہ باقاعدہ sanctioned amount ہے وہ ایک کروڑ پچیس لاکھ روپے ہیں جو پہلی گورنمنٹ نے approve کیا تھا اس پر لوگوں کی سکیمیں بھی بنائی ہیں اور اپنے اپنے صوبوں میں بھی چلا گیا ہے ٹینڈر بھی ہو گئے ہیں اور کام بھی شروع ہو چکے تھے بعد میں Interim Government نے اور اس کے بعد موجودہ گورنمنٹ نے یہ آرڈر پاس کئے تھے کہ فی الحال 93-1992 کے فنڈز کو روک دیا جائے اس کے بعد انہوں نے ایک اور فیصلہ کیا میں اس لئے یہ تفصیل بیان کر رہا ہوں کہ اقبال حیدر صاحب کے ذہن میں پوری بات آ جائے اس کے مطابق وہ فیصلہ اور بات کر سکیں وہ فیصلہ یہ تھا کہ ان سکیموں میں جو approved ہیں اور ٹینڈر بھی ہو چکے ہیں اور اگر ان میں بیس فیصد کام بھی ہو گیا ہے تو پھر تو ٹھیک ہے اگر بیس فیصد کام نہیں ہوا ہے تو پیسہ release نہ کیا جائے تو اس ضمن میں وہ وضاحت کر دیں کہ 93-1992 کی سکیموں پر کس قسم کی condition نہیں ہونی چاہئے یہ وضاحت کر دیں کہ جن پر ٹینڈر ہو گئے ہیں متعلقہ محکموں کے پاس چلی گئی ہے ان پر کام باقاعدگی سے جاری کئے جائیں بس اتنی سی بات ہے جس کی وضاحت کر دیں۔

جناب چیئرمین۔ جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جو سکیمیں قومی اسمبلی کے ارکان یا سینیٹرز حضرات دیتے ہیں ان میں سکولوں کی addition ہے سکول، ڈسپنسریاں وغیرہ یہ ساری چیزیں شامل ہیں اور جب سکیمیں sanction ہو جاتی ہیں تو پھر اس پر کام شروع ہوتا ہے اور وہ تکمیل کو پہنچ جاتی ہیں گزشتہ ایک دو سال کے دوران جو سکیمیں مکمل ہو گئی ہیں خصوصاً سکولوں کی پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی اسی طریقے سے جہاں ڈسپنسریاں بنی ہیں ان پر ابھی تک کوئی عمل نہیں کیا ہے upgradation کے صوبائی حکومت نے کوئی آرڈرز جاری نہیں کئے ہیں وہ سکیمیں یعنی physical لحاظ سے مکمل ہیں civil works ہو چکے ہیں hand over بھی ہو چکے ہیں لیکن اگر سکول upgrade نہیں ہو گا تو بلڈنگ بے کار ہے۔ ڈسپنسری میں سٹاف نہیں جائے گا تو بے کار ہے اس لئے وزیر صاحب کو اس معاملے میں بھی صوبوں کو یہ لکھنا چاہئے کہ جو سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں انہیں take over کر کے وہاں سٹاف جاری کر دیں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ کیوں جی لائبریری صاحب "You want to say anything?"۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب عالی۔

جناب چیئرمین۔ جی آپ بھی عرض کر دیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ لاہنسر صاحب کے آخری جملے میں کوئی ابہام ہے وہ یہ کہ اگر کسی کو منع کیا گیا تو اس لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ وضاحت کریں کہ جن لوگوں کو جن لوگوں نے سینٹ کے انتخابات میں حصہ یا ان کے ختم ہو گئے ہیں ان کو فنڈز release ہوں گے یا نہیں ہوں گے ان کے فنڈز رک جائیں گے یا release ہوں گے؟

(اس موقع پر بریگیڈیئر محمد سیار نے کرسی صدارت سنبھالی)

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ آپ اقبال سید صاحب اس کا جواب دیں گے؟

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین! جن معزز اراکین سینٹ نے انتخابات میں حصہ لیا تھا دو ہی ہیں میرے خیال میں ان کی بھی وکالت میں کروں گا ان کے فنڈز اگر رکے ہیں تو اس کے لئے بھی میں sanction حاصل کروں گا ان کو بھی مطمئن کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ شکریہ جناب۔ جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ سکول ، ڈسپنسری ......

سید اقبال حیدر۔ آپ کا upgrading کے بارے میں تھا سکول کے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ ڈسپنسریاں بنی ہوئی ہیں دو سال سے بنی ہوئی ہیں بلڈنگز مکمل ہو چکی ہیں ان میں عملہ یا سٹاف وغیرہ نہیں گیا۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ صوبوں نے عملہ فراہم نہیں کیا۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ انہیں ذرا لکھ دیں صوبوں کو۔

سید اقبال حیدر۔ یہ مختلف نوعیت کا سوال ہے اگر یہ مجھے اپنی شکایت جو ہے لکھ کر دیں میں بالکل اس کے اوپر معلومات حاصل کروں گا کہ کیا وجہ ہے اس میں عملہ وغیرہ نہیں گیا ہے۔ سکیمز مکمل ہو گئی ہیں تو بالکل ان کو استعمال کرنا چاہیے میں معزز رکن کے خیالات سے اتفاق کرتا ہوں لیکن مجھے لکھ کر ایک نوٹ دے دیں میں اس کے اوپر معلومات حاصل کروں گا

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ شکریہ جی۔

میر عبدالجبار خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ جی، میر عبدالجبار صاحب پہلے کھڑے ہوئے ہیں، آپ اس کے بعد----

میر عبدالجبار خان۔ معزز وزیر صاحب کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا کہ انہوں نے ابھی اپنے ارشادات میں فرمایا تھا کہ 10 مارچ تک ہم اپنی سکیموں کی نشاندہی کر دیں کس سال کی سکیموں کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمیں اس کی نشاندہی کر دیں۔

Mr. Presiding Officer: 1994

میر عبدالجبار خان۔ تو عرض کرتا ہوں 94-1993، کے لئے عرصہ بہت کم ہے اس پر مہربانی فرما کر نظر ثانی فرمائیے۔ 94، لمبا ہے کافی۔

(مداخلت)

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ نہیں جتوئی صاحب پہلے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ جناب چیئرمین! میں پوچھنا چاہتا تھا کہ یہ 10 مارچ تک دے دیں۔ Ministry of Local Government میں یہاں بھیجیں یا جیسے پہلے ہمیں letters آئے تھے کہ سندھ میں بھی submit کر سکتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے، دوسری بات یہ ہے کہ جناب چیئرمین! ایک معزز ممبر نے point raise کیا کہ 92-1991، 93-1992، میں ہمیں 14 ملین ملے تھے تو میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! ہمیں 14 ملین نہیں ملے تھے ہمیں تو 50 لاکھ ہی ملے تھے اور اس وقت بھی لوٹوں اور لفافوں کو زیادہ ملتے تھے آج بھی، میں سمجھتا ہوں، لوٹے لفافے زیادہ لے رہے ہیں وہی لوگ جو پہلے لوٹے لفافے اس طرف تھے اب اس طرف آ گئے ہیں پھر ان کو تو شاید اب بھی دوبارہ زیادہ ملیں۔ ہمیں تو وہی 50 لاکھ اس وقت ملے تھے، ابھی تو ہم رونا رو رہے ہیں کہ خدا کرے ملیں۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ اب جو موجودہ پوزیشن ہے وہ لاء منسٹر صاحب نے clarify کر دی ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ نہیں وہ submit کر سکتے ہیں صوبوں میں یا یہاں پہ بھجوا دیں؟

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ نہیں 1991-92 کا تو ------

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ اس پہ 50 فیصد سے بھی کم کام ہوا تھا ہم نے یہ پوائنٹ raise کیا تھا اب وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم فنڈز allocate کر رہے ہیں ہم مشکور ہیں کہ انہوں نے commit کیا ہے floor پہ لیکن اب 1993-94 کی schemes ہیں وہ ہم کہاں submit کریں یہ کہتے ہیں کہ دوبارہ submit کریں تو کہاں کریں یہاں Federal Government میں submit کریں یا Provincial Government میں کریں۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ فیڈرل گورنمنٹ-----

Syed Iqbal Haider: Submission of the schemes has always been with the Federal Government.

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: Once it was done in the provinces.

Syed Iqbal Haider: No. For approval whether that scheme is feasible, viable, workable as per the rules or not, that submission has to be done by 10th of March with the Secretary, Local Government.

ڈاکٹر محمد ریحان۔ میں آپ کی اجازت سے متعلقہ وزیر اگر موجود ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ حکومت سے یہ پوچھنا چاہوں گا یہ اچھی بات ہے کہ انہوں نے clear کر دیا ہے کہ 1993-94 کے لئے فنڈز دیئے جائیں گے لیکن rural electrification کے بارے میں ابھی تک ان کا ہمارے ساتھ رابطہ نہیں ہوا ہے جیسے وہ ہر سال کرتے ہیں اس لئے اس سے متعلق بھی وہ مہربانی کر کے وضاحت فرما دیں کہ ہر سال جو ہر ایک ممبر کا rural electrification کے متعلق پروگرام ہیں اس کے بارے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ اس کے متعلق آپ کچھ فرمائیں گے اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جی. میں اس کے متعلق معلومات حاصل کر کے آپ کو بتاؤں گا۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ وہ معلومات حاصل کر کے آپ کو بتا دیں گے ۔ اب اس پر کافی بحث ہو گئی ہے اب خلیل الرحمن صاحب۔

FURTHER DISCUSSION ON SITUATION IN NWFP

Mr Khalil-ur-Rehman: Thank you Mr Chairman. Mr Chairman, over a period of time unfortunately the political culture has been whipped up in this country to such an extent and also the atmosphere and political climate has taken such a turn that it is very difficult to understand what the oligarchist is going to do unless one has couple of premises.

ان میں سے جو پہلا premises ہے وہ یہ ہے کہ there is no lying in politics i.e., no یعنی ہماری سیاست میں جھوٹ کوئی چیز politician lies they have difference of opinions, ہی نہیں ہے۔ صرف نظریوں کا تضاد ہے یا نظریوں کا زیادہ سے زیادہ تصادم ہو سکتا ہے۔

There difinitely exists a thing called political morality, *albeit* this morality is relative, it has no fixed values, it depends from place to place, people to people, issue to issue, situation to situation and if we keep these two points in view, I think, we will be able to understand as to what actually is happening in the politics of this country. Now, begin with this discussion has revolved on two points, one was the deed itself i.e., the act of vote of no confidence. Well, every one agrees, in some form or the other, that it is constitutional, it is legal etc., etc., etc. The difference only occurred on its modalities. Both sides had cast aspersions as to who is right, who is wrong knowing full that if the table were turned today or tomorrow, they both will be singing a completely different tune. Of course, the situation has now significantly changed with the Governor's rule in the province

Whether it was a political expediency, it was lack of tolerance, it was impatience or it was really saving the democracy or was it saving the law and order situation and since the matter is subjudice only time will tell and I am not going to touch upon it

The crux, and our tragedy in this country, Mr. Chairman, is tolerance, in fact the lack of tolerance. We have become a nation singularly of people who lack political tolerance, religious tolerance, ethnic tolerance, cultural tolerance - let us say all sorts of tolerances and most of all, political tolerance, which has resulted, most of the time in violence and destruction. Whether this violence is objective or subjective, it is totally immaterial. Look back into the history, look back into time and you will see what has happened. You have lost half of your country because of intolerance. What is happening now in every province on cultural issues, on religious issues, on political issues?

I think, it is a warning Mr. Chairman, to this nation as to what the clock is going to tell you. Now, coupled this lack of tolerance with our beautiful system that we have, Mr. Chairman and you have a monster of no parallel combination at all. Sir, we were saddled with this system over a night, 14th of August, 1947. I felt quite happy to have my vote. It was a need of the time and mostly because our leaders were either educated in the west or they were under heavy influence of the west that we never thought of any other system at all and we got this so called Anglo-Saxon democracy in this country. Although there were quite a few voices even at that time in the sea of cacophony saying that look western democracy, our democratic institutions as they are call in western world not suitable for this sub-continent but nobody paid any attention to it and we managed to get this system. Now, there was one ruler in the form of Mr. Ayub Khan, I think, who did realize that this system actually *albeit* is faulty and

he came out with basic democracy etc., unfortunately it did not work. He certainly did realize that there was something wrong with this system. Now, no matter how much we try, it has been proved beyond doubt that do we what may the successful operation of these so-called democratic parliamentary institution is not our lot. You see Sir, this system has certain pre-requisites like literacy and sound economic that is, a sophisticated human resource which understands the written and otherwise norms of this system. Unfortunately our politicians either don't understand it or some of them who do understand it just don't like the behaviour which the norm of this system requires, with the result that this system has never been allowed to function here and will never function.

Coming back to 1993 Sir, we have seen five Prime Ministers. We saw a removal of an entrenched Federal Government and an Assembly of clear majority. Numerous dissolution at the Provincial Assembly levels, an effective nullification of verdict of the Supreme Court, questionable to some may be but all the same a Supreme Court's verdict by a handful of people and mind it, it was led by the Head of the State. We have witnessed exposure of massive corruption, massive looting of our exchequer by all sundry and finally Sir, what we got is anelection which has produced legislatures, which has produced a government which is a hostage government, I am not particularly referring to this government it could be any government which comes under these circumstances because it can be toppled any time by shifting of the loyalties of a handful people in the name of democracy, so what kind of a system you have Mr. Chairman. The mood in the entire country at the moment is of immense foreboding and it may not look to us but it is evident, it is evident in the newspaper, it is evident in the intelligentia, it is evident every where as to the way we are heading.

As far as the Peshawar syndrome is concerned, I call it syndrome, actually it was expected, with the situation prevailing as we have, the way we go about this sort of thing as we have witnessed. If we really look at it intelligently nobody is a gainer, none of them is a gainer. The claim to tolerance and civilityhave gone to dust. The democratic behaviour of a leadership of a party has not been completely lacking in display and who has really suffered in the process, Mr. Chairman, is your poor trailing, flagging democracy. I was reading the other day in the newspaper about President Leghari saying, democracy has been saved we are used to saying most of times.

اسلام خطرے میں ہے. Then it turned over to the fact that democracy خطرے میں ہے.

When Mohtarma Benazir took over in 1988 democracy was saved. Then Mr. Jatoi took over, the democracy was saved, when Nawaz Sharif took over, democracy was saved but little did he know that there was Mr. Ghulam Ishaq trying to save his own democracy. Then poor Mazari came, of course he was theonly one who apparently would not talk about democracy, Moeen Qureshi cameand he was saving democracy, so every one is saving democracy here what the heck is this? Sir, what I am trying to say is that can we stop for a minute to think that what kind of signals are we sending to Kashmiries who draw their strength from us to Indian agressors whose nerves were on the brink of a break down? What kind of signals are we sending to the Afghans, who look forward to us as their leading light or to the investors that we are trying to woo or to the poor masses of this country that we have used as tools, we use them, we abuse them, what on earth is going on?

Sir, actually what we really need is a new system. A system where a legislator comes here, sits here in a low profile and does good hard legislative

work. You need not 217 people here. You need 1017 people here to make legislation and that is the only way that we can swamp these dynastic tendencieswhich are creeping into our politics. If you have so many of them, nobody can be bought, nobody can be put into a corner, they will come out with the truth and you will have some kind of a system which is functioning. It should be accessibleto middle class educated people, not to a certain set of people who have been in this system for over a period of years just because their fathers were there or their mothers were there or their uncles were there. There is need for a system where heartcore of technocrats are running your country, there is no corruption, there is a spirit of nationalism and there is a public mandate every three years and includes all offices high or low offices. Mr. Chairman, these are the factorswhich we have to consider if you want democracy to be consistently running in this country and the good of the people is done and the people are happy.

Thank you very much, Sir.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Justice Paul Sahib.

جناب ذکی الدین پال۔ جناب چیئرمین! اس موضوع پر پہلے بھی بہت سی باتیں ہو چکی ہیں میں ان کا اعادہ نہیں کروں گا اس وقت ملک میں جو موجودہ صورتحال ہے بالخصوص صوبہ سرحد میں ۔ اس کے متعلق ہی میں بات کروں گا ۔ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ ملک میں اور ملک کے باہر انتہائی سیاسی خلفشار ہے ملک کے اندرونی معاملات خوشگوار نہیں ہیں ایک سیاسی جماعت برسر اقتدار ہے اور وہ یہ کوشش کر رہی ہے کہ ملک کے تمام صوبوں میں ۔ تمام جگہوں پر اور حلقوں میں اس کی حکومت ہو اس سے سیاسی افراتفری پھیل رہی ہے یہ ملک ایک وفاق ہے یہ ایک democratic set up کا نتیجہ ہے اور وفاق میں مرکزی حکومت کے علاوہ صوبے بھی ہیں اور صوبوں میں مختلف پارٹیوں کی حکومتیں بھی ہو سکتی ہیں ضروری نہیں ہے کہ جو پارٹی مرکز میں

حکومت کرے اسی کی حکومتیں سارے صوبوں میں ہوں اور جمہوریت کا تقاضا یہ ہے کہ برسراقتدار جماعت ان پارٹیوں کو برداشت کرے جو ان سے موافقت نہیں رکھتیں ۔ اس سے فیڈریشن چل سکتی ہے اور اگر یہ ذہنیت نہ ہو اور یہ بات گوارا نہ کی جائے تو پھر فیڈرل سسٹم نہیں چل سکتا اور یہی صورتحال اس وقت ملک سے اندر ہے صوبہ سرحد میں عدم اعتماد کی تحریک پیش کی گئی جس کا کوئی جواز نہیں تھا اگر بعض معاملات میں صوبہ سرحد کی حکومت مرکز سے اتفاق نہیں کرتی تھی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کو ہٹا دیا جائے ہٹانے کا تو اس وقت موقع آتا ہے جب خدانخواستہ وہ ملکی مفاد کے خلاف کام کرے اور ملکی مفاد کے خلاف باتیں کرے ایسی کوئی صورتحال سرحد کی حکومت نے نہیں کی تھی اور نہ ہی وہاں ایسے حالات پیدا ہوئے تھے ۔ دو ارکان نے اپنی وفاداریاں تبدیل کیں ان کا معاملہ عدالت میں زیر غور ہے میں اس بات میں نہیں جانا چاہتا کہ آیا انہوں نے وفاداریاں تبدیل کیں درست طور پر کیں یا نہیں کیں ۔ کیوں کہ یہ تو عدالت نے فیصلہ کرنا ہے مگر میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر صدر صاحب نے وہاں پر آرٹیکل 194 کے تحت کوئی اقدام کرنا تھا تو وہ کم از کم ہائی کورٹ کے فیصلے کا ہی انتظار کر لیتے ۔ کیونکہ صوبہ سرحد میں اکثریت ہے یا نہیں ہے ۔ وہ ان دو ارکان کی وفاداریوں پر ہی تھا ۔ اگر وہ دو ارکان disqualify ہو جاتے ہیں تو صورتحال بدل جاتی ہے ۔ اگر وہ نہیں ہوتے تو پھر صورتحال اور بدل جاتی ہے اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ صدر صاحب نے جو وہاں اپنا راج قائم کر دیا ہے گورنر کا راج قائم کر دیا ہے وہ بالکل خلاف قانون ہے اور خلاف اخلاق بھی ہے ۔ ان کو کم از کم ہائی کورٹ کے فیصلے کا انتظار کرنا چاہئے تھا ۔ انہوں نے انتظار نہیں کیا لطف کی بات یہ ہے کہ یہ وہی ارکان ہیں جو اس وقت مرکزی حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں ۔ جو وہاں کی اپوزیشن کا ساتھ دے رہے ہیں یہ ان کے اپنے آدمی ہیں اور انہوں نے ہی ہائی کورٹ میں اپنا معاملہ پیش کیا ہے اور پھر اسی کا انتظار کئے بغیر صدر صاحب نے وہاں گورنر راج قائم کر دیا ہے اور یہ فعل ایسا ہے کہ جس کی تائید نہیں کی جا سکتی۔

گزارش یہ ہے کہ ان واقعات کے پیش نظر ہماری خارجہ پالیسی بھی ناکام ہو چکی ہے ہم اندرونی جھگڑوں میں پھنس چکے ہیں ۔ برسراقتدار جماعت ، حکومت پاکستان ، مرکزی حکومت ان دھندوں میں پھنس کر خارجہ معاملات کی طرف کوئی دھیان نہیں دے رہی ۔ افغانستان میں ہماری پالیسی بالکل فیل ہو چکی ہے ۔ یہ دوسرا تیسرا مظاہرہ ہوا ہے کل پھر جس میں حکومت پاکستان کے

خلاف مظاہرہ کیا گیا ہے اس بات کو criticise کیا گیا ہے کہ ان کے آدمیوں کو یہاں کیوں مارا گیا ہے اس معاملے میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ نہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا ' ان تین ہائی جیکرز کو نہیں مارنا چاہئے تھا ' ان کو زندہ گرفتار کیا جانا چاہئے تھا تا کہ پتا چلتا کہ یہ سازش کس نے کی ہے یعنی اتنے بڑے بڑے آدمی اس میں involve تھے ' اور میں وزیر داخلہ کو جانتا ہوں وہ بہت اچھے سمجھدار ' پرانے فوجی جرنیل ہیں ' مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ یہ کس طرح سے کیا گیا ' کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ ایک انفرادی فعل نہیں تھا اس کے پیچھے ایک سازش کارفرما تھی اور وہ تینوں ارکان جنہوں نے اس بس کو اغوا کیا تھا انہوں نے یہ اپنے طور پر نہیں کیا تھا کسی کے کہنے پر ' کسی کی pursuation پر ' کسی کے ایما پر یہ سارا کچھ کیا گیا تھا۔ تو پھر اگر ان کو ہی مار دیا گیا تو پھر اس سازش کا پتا کیسے چلتا ؟ میرے نزدیک یہ سارا معاملہ اپنی ان کمزوریوں کے پیش نظر ' اور اندرونی خلفشار اور بیرونی خلفشار کے سارے معاملوں میں الجھ کر یہ ساری گڑ بڑ کر دی گئی ہے ' اب افغانستان میں بعض عناصر میں یہ نہیں کہتا کہ افغانستان کی حکومت اس میں involve ہے ' یہ نہیں ہے کیونکہ ربانی صاحب نے بھی اور گلبدین نے بھی اس کی تردید کی ہے اور پرزور مذمت کی ہے بہر حال یہ وہ عناصر ہیں جو اب بھی حکومت پاکستان کے خلاف کام کر رہے ہیں اور انہی عناصر نے ان تین ہائی جیکرز کو یہاں بھیجا تھا تا کہ وہ بچوں کو اغوا کر کے ' یہاں تک کہ وہ پارلیمنٹ ہاؤس تک لے جائیں ' انہی کو ہم نے مار دیا ' ان کو شوٹ کر دیا ' kill کر دیا تا کہ کوئی evidence باقی نہ رہے اور باقی لوگوں کا تو یہ بھی خیال ہے ' میں کم از کم یہ نہیں کہتا کہ ایسا کرنے سے کسی کو کیا مقاصد حاصل ہوئے ' آیا اس میں گورنمنٹ آف پاکستان خود involve تھی اور اس نے اس evidence کو ختم کر دیا ' اس کی اس ساری شہادت کو ختم کر دیا ' قانون دان کی حیثیت سے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ شاید یہ اسی لئے کیا گیا تا کہ جو شہادت حکومت پاکستان کے خلاف مہیا ہو سکتی تھی اس کو ختم کر دیا جائے ۔ میں اس معاملے میں نہیں پڑتا ' مگر یہ بہت بہتر ہوتا کہ ان کو اس طرح سے نقصان پہنچایا جاتا ' اس طرح سے گزند پہنچائی جاتی ' ان کے ایسے اعضاء پر fire کیا جاتا تا کہ وہ زندہ رہتے بات تو کر سکتے ' وہ بتاتے تو سہی کہ ان کو کس نے بھیجا تھا۔ مجھے یہ کہنے دیجئے کہ یہ جو سارا کچھ ہوا ہے یہ غلط طور پر ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے خلاف یہ سازش تھی ' ممکن ہے جس طرح کہ کہا جاتا ہے ' آج کل کے اخبارات بھی کہتے ہیں ' بعض بیرونی ایجنسیاں بھی کہتی ہیں کہ اس میں ممکن ہے ہندوستان کی جو

RAW intelligence ہے' وہ involve ہو' یہودی intelligence involve ہو' یا خاد involve ہو ہم تو کچھ بھی نہیں کہہ سکتے ' ہم تو ایک عجیب سی گہری غار میں گر گئے ہیں پتا نہیں ہے کہ حالات کیا ہیں۔ حکومت پاکستان کو خدا کے لئے اگر اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے کہ انہیں یہ سمجھ آئے کہ وہ اندرونی سازشوں سے چھٹکارا پائے' اندرونی سازشیں نہ کریں' اس وقت جو صوبائی حکومتیں ہیں ان کو چلنے دیں ۔ جو ان کے مخالف عناصر ہیں ان کو کام کرنے دیں اگر وہ قانون کے اندر رہتے ہیں اگر وہ قانون سے باہر جاتے ہیں تو وہ اور بات ہے میں اس کی تائید نہیں کر سکتا مگر یہ کہ صوبہ سرحد میں ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ صوبہ سرحد کی حکومت نے خلاف قانون و خلاف آئین بات کی ہو ۔

گزارش یہ ہے کہ اگر ہم اندرونی معاملات کو سلجھا سکیں اندورنی معاملات ٹھیک رکھیں تو بیرونی معاملات بھی خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے یہ تو افغانستان کا معاملہ ہے اب Human Rights Commission میں ہم نے جو قرار داد کشمیر سے متعلق پیش کی ہے خدا کرے میں دعا کرتا ہوں کہ وہ پاس ہو جائے کامیاب ہو جائے مگر جو بیرونی ذرائع ابلاغ ہیں وہ تو یہ کہتے ہیں ' میں آج بھی سن رہا تھا Voice of America, BBC آج بھی کہہ رہے تھے کہ ممکن ہے کہ یہ پاس نہ ہو سکے اس لئے کہ ہندوستان کی جو ایجنسیاں ہیں وہ بہت active ہیں بہت زیادہ سرگرم ہیں ہمیں تو اس سے فرصت نہیں ہے کہ ہم نے کس کو گرانا ہے کس کو بٹھانا ہے ہم نے صابر شاہ کو گرانا اور دوسرے اپوزیشن لیڈر کو وہاں بٹھانا ہے ہمیں تو اس بات سے ہی فرصت نہیں ملتی یہ سارا دماغ تو ان سازشوں میں لگا ہوا ہے تو ہم یہ کام کیسے کریں گے اور اپنی توجہ اس طرف کس وقت لگا سکتے ہیں کہ ملکی مفاد کے کیا تقاضے ہیں اور اگر ہم نے یہ قرارداد پیش کی ہے Human Rights Commission میں تو یہ کامیاب ہو اور کس طرح سے کامیاب ہو سکتی ہے میری گزارش یہ ہے کہ ان حالات کے پیش نظر میں اتنا مایوس نہیں ہوں جتنا خلیل الرحمٰن صاحب مایوس تھے میں یہ نہیں کہتا کہ پارلیمنٹ سسٹم فیل ہو گیا ہے میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ہوں میں تو بہرحال جمہوریت پسند ہوں اور پارلیمانی نظام کو ہی بہتر سمجھتا ہوں اس ملک کے لئے مگر یہ ہے کہ خدا کے لئے اگر ہمارے لیڈران اس کو کامیاب نہ کرنا چاہیں تو وہ اور بات ہے لیکن اس کے سوا اور کوئی نظام ہمارے کام کا نہیں یعنی اگر یہ نظام نہیں ہو گا تو کیا dictatorship اپنائیں گے پھر اور ایوب خان آئے گا یا ضیاء الحق آئے گا یحییٰ خان آئے گا یہ تو بات بڑی

عجیب سی ہے تو اسے تو حالات کے مطابق چلنا ہے اور چلانا ہے تو اس میں صرف یہی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ہم پر بھی depend کرتا ہے یہ سارا سسٹم چلتا ہے یا نہیں چلتا کامیابی سے چلتا ہے یا ناکام ہو جاتا ہے اس لئے میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اندرونی سازشوں سے چھٹکارا پانے کے بعد ملک کے مفاد کو دیکھیں اور ملکی مفاد کے مطابق کام کریں یہی نہیں ہے میں صرف Human Rights Commission کی بات نہیں کر رہا یہ اخبار میں خبر تھی میں 'ذاتی' کی بات کر رہاہوں کہ باہر سے delegation آئے ہوئے تھے بہت سے ممالک سے غالباً فرانس سے جنہوں نے سودے کرنے تھے حکومت پاکستان کے ساتھ اور وہ یہ جو گڑ بڑ اندرونی طور پر ہے اور یہ زیادہ ہو رہی ہے اور confrontation ہو رہی ہے آپس میں تلخی ہو رہی ہے اس وجہ سے انہوں نے اپنی گفتگو کو suspend کر دیا ہے میں صرف یہی بات دہراتا ہوں کہ ملکی مفاد پر توجہ دیں اندرونی سازشیں ختم کریں حکومت کا فرض ہے کہ وہ خواہ مخواہ صوبائی حکومتوں کے معاملات میں ٹانگ نہ اڑائے ان کے معاملات میں مداخلت نہ کرے ان کو چلنے دے اور ان کو کام کرنے دے اور ملکی سطح پر جو مفادات ہمارے ہیں ان کی طرف توجہ دے تا کہ ملک خوشحال ہو سکے۔ شکریہ!

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ شکریہ۔ محمد ابراہیم خان صاحب۔

جناب محمد ابراہیم خان۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب عالی اس وقت جو سب سے اہم مسئلہ ملک کو درپیش ہے وہ صوبہ سرحد کی اسمبلی کی معطلی کا ہے جناب عالی! قوم اور قوم کے افراد جب کسی کو ووٹ دیتے ہیں تو وہ اس حیثیت سے ووٹ دیتے ہیں کہ وہ منتخب شخص ان کا نمائندہ ہوتا ہے اور ان کی ایک ادارے میں نمائندگی کرتا ہے اور قوم کے مسائل کے متعلق سوچتا ہے اور ان کے حل نکالتا ہے ۔ جناب عالی! تعجب کی بات یہ ہے کہ ممبر کی ممبری تو بحال ہے مگر ان کو function کرنے سے روکا گیا ہے ۔ جناب عالی! سوچنے کی بات ہے کہ بغیر function کے کیا وہ کسی عام شہری سے کم یا زیادہ ہوتا ہے اس کو تو اس حکم نے ایک عام شہری بنا دیا ہے اور ایک عام شہری کبھی بھی ممبر نہیں کہلا سکتا جب تک کہ function نہ ہو اس کے ساتھ اور وہ mandate کی بنیاد پر function کرتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ جناب عالی! اس حکم نے جو گورنر سے صادر فرمایا اور ہمارے صدر کے حکم کے بموجب اس نے ہمارے شہریوں

کی بنیادی حقوق کو پامال گیا کہ اس لئے کہ function سے روکا گیا ہے کسی قانونی ادارے کسی پارلیمنٹ کو function سے کیسے روکا جا سکتا ہے جب کہ بذات خود ایک خود مختار ادارہ ہے اس میں شک نہیں جناب عالی! کہ اس وقت یہ معاملہ ہے زیر سماعت ہے عدالت میں پڑا ہوا ہے لیکن جب عدالت کا احترام خود حکومت نہ کرے تو کسی اور شہری پر کیسے لازم آتا ہے کہ وہ عدالت کا احترام کرے ۔ جناب عالی! ابھی چند ہی گھنٹوں میں ان سارے معاملات کا اس سب بحران کا فیصلہ عدالت میں ہونا تھا یہ صریحاً بنیادی حقوق کی پامالی ہے اور وہ عدالتوں کی بھی توہین کے مترادف ہے جناب عالی میں اور حیثیت سے بھی اس موضوع پر بحث کرنا چاہتا ہوں کہ گورنر اور ایک نامزد گورنر کی حیثیت یہ تو دو مختلف چیزیں ہیں ایک صدر اور ایک قائم مقام صدر یہ بھی مختلف چیزیں ہیں ایک قائم مقام صدر تب ہی قائم مقام بن سکتا ہے کہ ملک میں ایک منتخب صدر ہو اگر منتخب صدر نہیں ہے تو قائم مقام صدر کہاں سے آیا۔جناب عالی! یہی صورتحال ایک گورنر کی ہوتی ہے گورنر قائم مقام تب ہی ہو سکتا ہے جب گورنر کسی دورے پر ہو یا مریض ہو یا ہسپتال میں ہو یا کوئی اور مجبوری ہو اپنے آفس کے فرائض منصبی ادا نہ کر سکتا ہو تو قائم مقام آ جائے گا ۔ جناب عالی ! ہمارے اس صوبے کے گورنر کی حیثیت قائم مقام کی بھی نہیں ہے بلکہ گورنر کی بھی نہیں بنتی آئینی بات ہے عدالت اس کو پرکھے گی لازمی بات ہے پارلیمنٹ بھی اس پر سوچتی ہے اس کے ممبران جو سوچتے ہیں یہ اس کا آئینی اور قانونی حق ہے اس لئے کہ قانون بنانے والا ادارہ ہے جناب عالی! اب اس کے ملازمت سے سبکدوش ہوئے بھی دو سال پورے نہیں ہوئے بہر حال یہ ساری چیزیں دیکھنی پڑیں گی اور ان کا جائزہ لینا پڑے گا اور اس کے بعد کسی نتیجے پر یہ قوم بھی پہنچے گی اور یہ جو ارتکاب ہوا ہے اس معطلی کا اس کے متعلق بھی کوئی نتائج اخذ ہوں گے جناب عالی! اس پر ایک صورت بھی ہے کہ ایک direct منتخب صدر بالواسطہ اور بلاواسطہ یہی صورت جنرل ڈیگال کے وقت فرانس میں تھی کہ پارلیمنٹ اور صدر کا ہمیشہ tussle رہتا تھا پارلیمنٹ کہتی تھی کہ ہم با اختیار ہیں صدر کہتا تھا کہ میں با اختیار ہوں کیونکہ اس وقت ایک صدر ڈیگال بالواسطہ صدر آئے تھے اس لئے پارلیمنٹ اس کو پورا صدر نہیں سمجھتی تھی اس غرض سے اس نے fourth republic پر fifth republic کی ترمیم کر کے صدر کو قوم کا پاس بھیجنے کا موقع دیا کہ قوم سے وہ ووٹ لے اور اس صورت میں اگر پوری قوم کا ووٹ ایک صدر کے پاس ہے تو پھر وہ پارلیمنٹ پر بالا دست ہے۔

جناب عالی! ہمارے ملک میں یہ گورنر تو خیر یہ الیکشن کے زمرے میں آتے بھی نہیں ہیں کہ indirect ہیں یا direct ہیں یہ تو نامزدگی کے زمرے میں آتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کوئی بھی حقیر سے حقیر اسمبلی ایک نامزد شخص سے بہتر ہوتی ہے چاہے وہ چھوٹا سا ادارہ ہی کیوں نہ ہو چاہے وہ صوبائی اسمبلی ہی کیوں نہ ہو لیکن وہ نامزد شخص سے زیادہ با اختیار اور زیادہ قانونی جواز رکھتا ہے اس کے علاوہ جناب عالی! یہ ضروری تھا کہ ہم انتظار کرتے اس عدالت کے فیصلے کا مگر انتظار نہیں کیا گیا اور ایک انتہائی اقدام کیا گیا جو نہایت ہی افسوس ناک ہے جو نہ جانے بحران کے پس منظر میں جو جو باتیں ہوئی ہیں ... اغوا بھی ہونے ہیں ممبروں کا ... شخص کی بات نہیں ہے قانون ساز ادارے کے ممبر کے اغوا کی بات ہے یہاں تک آج کے پریس میں میں نے پڑھا کہ محترمہ نصرت بھٹو نے کہا کہ ایک وزیر صاحب پرویز علی شاہ کو ان کے خورد و نوش ان کی سہولتوں کے لئے مقرر کیا گیا تھا یہ پریس میں ہے آج کے اخبار میں ہے میں بتا سکتا ہوں کیا ایسے ذمہ دار اشخاص جب کہتے ہیں کہ ممبران اسمبلی کو اغوا کیا جاتا ہے اور ان کو رکھا جاتا ہے سندھ میں ان کے خورد و نوش کی ذمہ داری ایک وزیر کو سونپ دی جاتی ہے تو خود بذات خود اس کے لئے کافی ہے کہ ملک میں بحران پیدا ہو جائے۔

میں سمجھتا ہوں جناب والا! اس ملک کو اگر بچانا ہے تو اس صوبے کی خود مختاری میں اس صوبے کے معاملات میں دخل اندازی نہیں ہونی چاہئے یا اگر فیڈرل گورنمنٹ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ممتاز علی بھٹو کی طرف ہم چلیں اور اس کا نعرہ ہم اپنائیں اور فیڈریشن کی بجائے confideration کی بات کریں تو جناب والا! ممکن ہے یہ بھی ان کے ذہن میں ہو کیوں کہ ایسے بہت سے واقعات یہ لوگ کرتے رہتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اگر اس فیڈریشن کو بچانا ہے تو صوبوں، صوبوں کی حکومتوں کا احترام کیا جائے ان کے حقوق کا احترام کیا جائے اور وہ ممبر جس مقصد کے لئے اسمبلی میں بھیجے گئے ہیں ان کی کارکردگی کے لئے چھوڑا جائے۔

جناب والا! مزید اس پر میں کچھ نہیں کہنا چاہتا البتہ ایک بات کہ وہ قانون ہی کیا جو فیڈریشن کو تحفظ نہ دے وہ قانون ہی کیا جو صوبے کو تحفظ نہ دے وہ قانون ہی کیا جو اس کے اختیارات کو تحفظ نہ دے مگر یہ بلند بانگ دعوی کرنے والے کہتے ہیں کہ ملک کی سلامتی کے لئے یہ ہم نے نہایت مناسب اقدام کیا ہے میں اس کو غالب کے ایک شعر پر ختم کرتا ہوں:

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو

جناب پریذائڈنگ آفیسر ۔ شکریہ ۔ جناب اعجاز علی خان جتوئی ہیں ۔ نہیں ہیں ۔ بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید ۔ جناب چیئرمین! میں جو کچھ عرض کروں گا اس دن جو میں نے تقریر کی تھی اس کو آگے بڑھا کر سرحد میں جو نئے واقعات ہوئے ہیں ان کو مدنظر رکھ کر کروں گا میرے دوست سپیکر صاحب نے ابھی ٹھیک فرمایا اور بالکل درست فرمایا کہ acting Governorتو تب ہوتا ہے جب کوئی مستقل گورنر موجود ہو وہ باہر جائے یا کسی وجہ سے absent ہو میں آپ کو آئین کی آرٹیکل 104 پڑھ کر سناتا ہوں۔

When the Governor is absent from Pakistan or is unable to perform the functions of his office due to any cause such other person as the President may direct shall act as Governor

اب مسئلہ تو یہ ہے کہ انہوں نے صحیح فرمایا کہ یہاں تو گورنر تھا ہی نہیں Acting Governor کا تقرر بذات خود unconstitutional ہے اور پھر وہ جو اس کے ذمہ ڈیوٹی لگائی ہے وہ غیر قانونی ہے یہ تو ہو گئی اس کی قانونی حیثیت اب میں یہ کہنا چاہتا ہوں جناب کہ صدر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں اس کے قول و فعل میں جو انہوں نے ۔۔ مارچ کو فرمایا کہ مجھے بتایا گیا رپورٹ آئی کہ میں وہاں پر گورنر راج قائم کروں مگر میں نے اس سے انکار کیا میرا اس سے اتفاق نہیں ہے میں جمہوریت پسند ہوں میں جمہوری اقدار کی قدر کرتا ہوں اور پھر وہی کیا جس کا ان سے تقاضا کیا گیا یہ قول وہ فعل میں تضاد ایک صدر ہو تو پھر اس معاشرے سے اس حکومت سے اس نام نہاد جمہوریت سے ہم کیا توقعات رکھ سکتے ہیں ۔

جناب والا! یہ اظہر من الشمس ہے اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے میرے خیال میں ملک قاسم سے اس پر اتفاق کرتا ہوں یہ ہمارا ملک وفاق ہے اس کے چار یونٹ ہیں فیڈریشن کے آئین میں اس کے لئے جو حقوق متعین کئے گئے ہیں مرکز کو کسی قسم کی دخل اندازی کرنے کا حق نہیں دیا گیا ۔ قانونی پوزیشن آرٹیکل 234 ۔۔ ہے یا 235 میں ہے وہ اس جگہ میں اس کے سیاسی پس منظر پر یہ گزارش کر رہا ہوں اس دن میں نے عرض کیا تھا کہ ایک اخبار Pakistan

Observer نے جس نے مہربانی فرمائی hypocrate کیا گالیاں دیں اس لئے کہ میرا یہ حق ہے کہ جو میرا نقطہ نگاہ ہے وہ میں پیش کروں میں اب بھی یہ بات کرتا ہوں کہ یہ جو بچوں کا اغوا تھا وہ Central Government کی سازش تھی planning تھی ورنہ اس میں کیا تک ہے کہ وہ بس کو لے کر پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے کھڑی کر لیتے ہیں اور وزیر داخلہ صاحب تشریف لاتے ہیں اور اس کو افغان سفارتخانے میں لے کر آتے ہیں۔

جناب والا! پھر ان تینوں کو قتل کیوں کیا جاتا ہے ان کی بس کے اندر جا کر' ان کے کمرے کے اندر جا کر وزیر صاحب ان کو چیک کرتے ہیں اور پھر ان کو آرام کرنے کے لئے گولیاں دیتے ہیں یہ سارا سلسلہ ایک جیسا ہے کیا یہ ایک ایسی چیز نہیں ہے جس کو عمداً تیار کیا گیا اور کیوں تیار کیا گیا اس لئے جناب میں پھر عرض کر رہا ہوں میں اپنے نقطہ نگاہ کا اعادہ کرتا ہوں کہ جب سے یہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے۔ میری نظر میں صوبہ سرحد کے خلاف پہلا جو انہوں نے کام کیا ہے وہ موٹر وے کا ہے Turkish firm کے ساتھ جو معاہدہ ہوا اس کو منسوخ کیا چنانچہ انہوں نے دعویٰ دائر کر دیا اس لئے کہ یہ جو سڑک پاکستان سے پشاور کے through افغانستان جا رہی ہے افغانستان سے آگے جا کر وسطیٰ ایشیا کی 6 ریاستیں ہیں ان کی تجارت کے لئے یہ راستہ بڑا موزوں تھا جس سے انڈیا کو ڈر تھا جس سے یہودی لابی ناراض تھی جس سے امریکہ ناخوش تھا جس سے وہ ساری طاقتیں جو پاکستان کے خلاف ہیں نہیں چاہتی تھیں اور اس کو آلہ کار بنا کر یا ان کو ہمراہ بنا کر پہلے تو اس کو بند کروایا اس کے بعد جناب بارڈر seal کروایا تا کہ افغانستان کے ساتھ پاکستان کے تعلقات انتہائی خراب ہوں یہ پاکستان دشمنی کے مترادف ہے۔ افغانستان کے ساتھ تعلقات خراب کروانا' پاکستان کے ساتھ غداری ہے اور پاکستان کو افغانستان کی دوستی کی ضرورت تھی حاصل ہوگئی تھی جس کو نہ انڈیا برداشت کرتا رہا اور نہ انڈین ایجنسی اس ملک میں برداشت کرتے رہے ہیں میں اس صاحب سے بڑا متفق ہوں یہ جو اندرونی سازشیں ہوتی ہیں کی جاتی ہیں یا کروائی جاتی ہیں میرا یہ دعویٰ ہے کہ یہاں بیٹھ کر سازشیں تیار کی جاتی ہیں اور ان پر عمل درآمد کے لئے مختلف طریقے استعمال کئے جاتے ہیں اب میں ان کو مبارک باد اس لئے دیتا ہوں کہ اس حساس صوبے پر صدر صاحب نے اپنے فرمان کے through وار کیا۔ کسی کے مشورے سے اور میں یہ کہوں گا کہ وزیر اعظم صاحبہ کا مشورہ ضرور ہو گا کہ جب وہاں شیر پاؤ کی کوششیں فیل ہوئیں اگر کسی کو یاد نہیں ہے تو میں یاد دلاتا ہوں کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں اس مہینے میں فروری میں سرحد اسمبلی کو اس طرح سے معطل کر کے گورنر راج قائم کروایا گیا تھا اور اس کی میعاد پوری ہونے سے قبل

شیر پاؤ کے چھوٹے بھائی کو وزیر اعلیٰ بنا دیا گیا۔

جناب پریذائڈ نگ آفیسر۔ ختم کریں جناب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب والا! آخری دن ہے ذرا مہربانی کریں۔

جناب پریذائڈ نگ آفیسر۔ ختم کریں اور بھی بہت ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ میں ختم کرنے کی کوشش تو کروں گا لیکن اپنے نقطہ نگاہ کی وضاحت تو کروں گا۔ پھر بی بی صاحبہ آ گئیں تو بلوچستان کا حادثہ پیش آیا اب یہ واپس آئی ہیں تو یہ صوبہ سرحد کا واقعہ پیش آ گیا لیکن صوبہ سرحد کا مسئلہ میں بتاتا ہوں کہ یہ زنبور کے چھتے کو چھیڑا گیا ہے یہ وہ شہد کی مکھی نہیں ہے جس کا Daughter of the East میں ذکر ہے یہ انشاء اللہ وہ چھتہ ہے کہ اگر یہ زنبور کپڑوں کے اندر گھس جائے تو پھر کسی کی خیر نہیں ہے کیا یہ جانتے ہیں کہ پٹھان الگ ہو جائیں گے میں کہتا ہوں ہاں کیا یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان ٹوٹ جائے مزید ٹوٹ جائے تو میں کہتا ہوں ہاں میں کہتا ہوں فیڈریشن کارپوریشن کی باتیں نہیں ہیں یہ پاکستان کے خلاف سازش ہے اور یہ جس جمہوریت کا تذکرہ کر رہے ہیں یہ جو برٹش ٹانپ کی جمہوریت ہے یہ پاکستان میں ناکام ہو چکی ہے یہ ہمیں موافق نہیں ہے۔

جناب والا! یہ ایک غلط اقدام ہے گورنر راج کو وہاں قائم کرنا اور پھر یہ اب کہ انشاء اللہ ایک ہفتہ دو ہفتے کے بعد جب ان کو یقین ہو جائے۔ اب جناب شیر پاؤ صاحب کی حکومت یقینی ہو گئی ہے یعنی پیپلز پارٹی کی گرفت Frontier پر آ گئی یعنی وہ راستہ جو افغانستان کی طرف جا رہا ہے اب ان کے رحم و کرم پر ہے۔ کون سا مسئلہ ہے جس میں کہ افغانستان کے ساتھ بارڈر seal کیا جاتا ہے کیوں سیل کیا جاتا ہے ایک clash custom کے ساتھ ہوا ہے دوسرا clash بھی ہوا ہے مظاہرے ہو رہے ہیں ہمارا سفارت خانہ جلایا گیا ہے اس کو نقصان پہنچایا گیا ہے یہ کیوں تا کہ افغانستان کے ساتھ ہمارے تعلقات اتنے خراب ہوں کہ اگر خدا نخواستہ پاکستان پر حملہ ہو تو depth جو ہمیں میسر ہے وہ ہمیں میسر نہ رہے اور ہندوستان کی مرضی کی مطابق وہی کچھ ہو جس کی محترمہ نے راجیو بھائی کو اطلاع دی تھی اور جسے وہ confess کر رہی ہے کہ ہاں میں نے کیا ہے یعنی she sticks to her words اور ان کی میں اس پہ تعریف کرتا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ پر سختی سے قائم ہے۔

جناب والا! اس حکومت نے پاکستان کو توڑنے کی ٹھان لی ہے اگر Frontier کے عوام کو یہ الگ کرنا چاہتے ہیں تو Frontier کے عوام اکیلے نہیں ہیں جغرافیائی حیثیت دیکھیں چترال سے آگے گلگت چائنا ہے وہاں سے دیکھیں افغانستان ادھر سے دیکھیں کوہ ہندوکش جتنے فاتح آئے ہیں اس راستے سے آئے ہیں یہ ایک بہت اہم راستہ ہے Frontier کو فتح کرنا اتنا آسان نہیں ہے اس پر کنٹرول کرنا اتنا آسان نہیں ہے کہ جتنا یہ لوگ سمجھتے ہیں اس حکومت نے بہت ہی بری حرکت کی ہے بڑا غلط اقدام کیا ہے اس Frontier کو جس میں 1947ء میں اپنا ووٹ ڈال کر افغانستان کے ساتھ اپنی قسمت کا فیصلہ ٹھان لیا اب اس کو یہ للکار رہے ہیں میں پوچھتا ہوں اس گورنمنٹ سے کہ کس قوم کو تم نے للکارا ہے کس صوبے کے عوام کو تم نے للکارا ہے اس کی جغرافیائی حیثیت کی طرف دیکھو اس کی history کو دیکھو کہ کون سے قبیلے کہاں سے آئے ہیں ان کی کیا عادات ہیں اور جس کو یہ ملانا چاہتے ہیں اس کا بھی کوئی قبیلہ ہے اور اگر ہے تو کس قبیلے نے کبھی Frontier میں کوئی ایسا کارنامہ کیا ہے جو قابل تعریف ہو اس لئے اس حکومت نے یہ اقدام کر کے غلط کیا ہے اور اگر یہ اپنی مرضی کی یعنی شیر پاؤ کی حکومت Frontier میں لائیں گے جس پر یہ تلے ہوئے ہیں تو میں بتا دیتا ہوں کہ وہ اس طرح آسانی سے نہیں آئے گا اور حکومت کو یہ کڑوے گھونٹ پینے ہیں اور حکومت کو اس سے احتیاط کرنی چاہئے۔ حکومت کو چاہئے کہ اس فیڈریشن کو کمزور نہ کرے حکومت کو چاہئے کہ وہ پاکستان کو مزید نہ توڑے۔ مشرقی پاکستان کو توڑا گیا اس لئے اور نہ توڑا جائے ہم اس کے مخالف ہیں ہم ایسا نہیں چاہتے ہیں ہم پاکستانی ہیں لیکن اگر ہمیں مجبور کر دیا گیا کیونکہ یہ کوشش ہو رہی ہے تو پھر یہ سودا بہت مہنگا پڑے گا ان کے لئے بھی بہت مہنگا ہو گا اور اوروں کے لئے بھی بہت مہنگا ہو گا اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ وہ ان ارادوں کو ترک کر دے اور صابر شاہ کی حکومت کو بحال کر کے Frontier کے ساتھ اپنے تعلقات اچھے کریں۔ افغانستان کے ساتھ تعلقات استوار کرے وہاں کا جو روڈ ہے اس کو کھلا رکھے اس کو سنبھالے مشرق وسطیٰ کے لئے راستہ بنانے ورنہ وہ دن دور نہیں ہے جب انشاء اللہ ان کو چلتا کریں گے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ رضا ربانی صاحب نے کراچی جانا ہے اس لئے ان کو بولنے دیا جائے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ رضا ربانی صاحب

Mian Raza Rabbani: Mr Chairman, Sir, I am thankful to you and to my friend Senator Ejaz Jatoi for having given this opportunity to me to speak on this very important and crucial matter with reference to the imposition of Governor's Rule in the North-West Frontier Province. At the very outset, Sir, I would like to draw your attention to Article 234 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan under which Governor's Rule has been imposed in the said province. Today, it is reported in the press that the Chief Minister or the Ex-Chief Minister of the NWFP has alleged that there was no break down of law and order in the province and everything was moving in accordance with the Constitution. I would like to set the record here straight and would like to through you inform the learned Ex-Chief Minister of the NWFP that under Article 234, a law and order situation is necesarily not contemplated. The term used in Article 234 is when there is a Constitutional break down of the Government and it no longer runs according to the dictates of the Constitution. During the course of my speech I shall show to you as to how the Constitutional writ and the Constitutional machinery in the NWFP came to a grinding halt. Not only that but it was flouted by the PML(N) and ANP Government.

Further Sir, according to Article 234 what has actually happened, the Provincial Assembly does not stand dissolved, the Provincial Assembly has been sususpended. The rights and privileges of the members of the Provincial Assembly continue to exist, in as much as that on the 2nd of March they are going to elect the members of the Senate of Pakistan. Secondly Sir, according to Article 234 the writ of the High Court has not ceased to exist. The High Court

still continues to enjoy jurisdiction, fundamental rights have not been suspended and according to the proclamation according to the wordings of the proclamation issued by the President, the proclamation shall remain in force for a period of two months, if not withdrawn earlier

Now Sir, I shall attempt to show to you as to how a situation arose whereby it became imperative for the President of Pakistan to ensure that the affairs of the province of NWFP are governed within the reigns of the Constitution that this proclamation had to be issued I would like to draw the attention of this august House Sir, to the statement of the Leader of the Opposition in the National Assembly who while addressing the press conference a couple of days ago stated and I quote him "to hell with this Constitution". This is the back drop for what followed subsequently. I would also like to remind this august House once again that the honourable Leader of the Opposition who very proudly claims to be the heir of the legacy of Zia, the dictator, also termed the Constitution to be a four page document which he could tear at will. This being the basic trend of mind, this being the basic back drop, this being the basic thinking that governed the actions of the opposition I shall build on that What happened? An agreement was reached between the independent candidates who had won the election in the NWFP and ex-Chief Minister Sabir Shah that agreement was violated by him. He violated the oath taken by him on the Holy Quran according to those Members, there was a change of portfolios and differences on the distribution of the booty, there was a dispute and once the dispute took place the independent Members decided to part ways. What followed as a consequence was logical, was within the ambit of the Constitution that when the sitting Chief Minister no longer commands the majority on the

floor of the Assembly, the opposition according to the dictates of the Constitution, according to Article 136(1) moved a vote of no confidence against the Chief Minister, an act according to the dictates of the Constitution and an act very much within the norms of democratic tradition in fact, the opposition itself had moved a vote of no confidence against the previous Government of the Pakistan Peoples Party. What happens after that? When they realized that they no longer command the majority on the floor of the Provincial Assembly, their leaders began to hurl accusations, their leaders began to threaten the Members of the Provincial Assembly from coming to the floor of the Provincial Assembly and exercising their Constitutional right of removing the Chief Minister who no longer commanded the majority on the floor of the Provincial Assembly. Threats were hurled to the extent that we shall prevent the Members from coming to the Provincial Assembly, threats were hurled to the extent that it was said that we will shoot down the aircraft which brings the Members to the Provincial Assembly, threats were hurled to the extent that the Federal Government which in any case, under the Constitution under Article 149 was in a position to dictate to the Provincial Government to maintain law and order in the province was threatened that if you moved within the ambit of the Constitution it shall create a situation of civil war. Despite all of these provocations, despite the fact, that the writ of the Federal Government was not being allowed to be exercised in the NWFP, despite this fact, the Federal Government remained a neutral party. It sought that the affairs of the Province be settled on the floor of the Provincial Assembly but what happened? When the Provincial Assembly was called to meet then what happened? You see that at the time when the vote of no confidence was to be taken, a point of order, the absurdity of the matter is Sir,

was raised that two Members have crossed the floor and they no longer remain Members of this Assembly and it was most unfortunate that in total violation, in flagrant violation of the Constitution, the Rules, the law and of the Political Parties Act, the Speaker held on a point of order, that they ceased to be Members of the Provincial Assembly.

Here Sir, I would like to point out that first of all, the floor crossing Ordinance had lapsed on the 5th of February, 1994, and therefore, it had become incumbent upon the leader of the majority party to move a Reference and that Reference according to the Political Parties Act, and Article 63(2) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, was to be forwarded to the Chief Election Commissioner of Pakistan the only competent authority to come to a conclusion whether the Members had crossed the floor or not and whether they were subject to any disqualification under the Political Parties Act. But Sir, even if for the sake of argument this argument is taken into consideration that the Speaker had the authority, again I say even for the sake of argument, even if that worse position is taken, even then Sir, if you look at Article 64 of the Constitution which contemplates a resignation by a Member the word there used is 'shall', but even then the High Courts have held that it is incumbent upon the Speaker to make absolutely sure beyond the shadow of a doubt that the signatures appearing on the resignation are of the said Member, and he has to exercise his jurisdiction judiciously. He has to be satisfied to the fullest extent. But here no notice is issued by the Speaker to the said Members. Here, they are not called upon to come and explain their position. There is no material on the record before the honourable Speaker to have come to the conclusion that these members have violated party discipline. Yet he held that they no longer remain

Members of that august House

Sir, the other side is that when they saw on the floor of the House that they no longer command the majority and 43 Members were present with Aftab Ahmad Khan then what was the alternative left. The alternative left with them was to further flout the Constitution, the alternative left with them was to give a practical demonstration of the remarks of the Leader of the Opposition Mr. Nawaz Sharif that to 'hell with the Constitution', in total and flagrant violation of Article 132(2) wherein it is contemplated and in no ambiguous terms that when a resolution held been moved for a vote of a no confidence then at that time it shall be taken for vote not before 3 days and not after 7 days. The terms 3 days and 7 days is explicitly and clearly given in the Constitution. But what do we have here.we have here.

(Pause for Azan)

Mian Raza Rabbani: Sir, I will just take 2 minutes and I will wind up. Sir, as I was saying that the Speaker under no circumstances and under no stretch of imagination could have adjourned the Provincial Assembly to meet on the 31st when a clear cut provision of the Constitution is prevalent and a Resolution for a vote of no confidence was pending before the House, in such a situation what was the logical thing to do: in such a situation the logical consequence according to the scheme of things in the Constitution was that the Governor of the province call upon the Chief Minister to take a vote of confidence and that is exactly what the Governor did.

Mr. Presiding Officer: Thank you.

Mian Raza Rabbani: Sir, just one minute and I will wind up. And

that is exactly what the Governor did but subsequently what happened? Subsequently the Speaker of the Provincial Assembly instructed the Secretary that the notices for the summoning of the session for the Chief Minister to take a vote of confidence should not be issued. In such a situation the President was left with no alternative but to ensure that the rule of law, that the rule of Constitution prevails. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Ejaz Ali Khan Jatoi.

حافظ حسین احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Presiding Officer: Hafiz Hussain Ahmed Sahib on a point of order.

حافظ حسین احمد ۔ نماز کا وقت بھی ہے اور جناب چیئرمین کورم بھی نہیں ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ تو پھر مجھے کل صبح وقت دیا جائے۔

حافظ حسین احمد۔ جناب کورم نہیں ہے ۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر۔ اجلاس کل صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے ۔

[The House then adjourned to meet again at 10 O'clock in the morning on Monday, 28th February, 1994.]

PCPPI—4466(97) Senate—29-10-97—180.